

میڈیا کی بلعند

ایک بڑھتا ہوا چیلنج

عطاء الرحمن منگلوی



ظلالِ القہر آف انڈیا راولپنڈی

بِسْمِ

اللَّهِ

الرَّحْمَنِ

الرَّحِيمِ

مشرقی سردشمن کچل دیتے ہیں
مغربی اس کی طبیعت کو بدل دیتے ہیں
اقبال

میڈیا کی یلغار

ایک بڑھتا ہوا چیلنج

○

از

عطاء الرحمن منگلوری

○

ظلال القرآن فاؤنڈیشن راولپنڈی

288/B-1 'سام روڈ' پشاور روڈ راولپنڈی 'فون: 0333-523640, 051-5476466

جملہ صفحہ ہجری فارڈ نڈر ہجری صفحہ ہجری

نام کتاب	میڈیا کی یلغار ایک بڑھتا ہوا چیلنج
مصنف	عطاء الرحمن منگلوری
ناشر	سید عارف شیرازی
طبع اول	اگست ۲۰۰۳ء
پر ننگ	عید محمد پر لیس، لاہور
تعداد	۱۱۰۰
ہدیہ	۳۹/- روپے

ڈسٹری بیوٹرز:

ادارہ منشورات اسلامی

بالمقابل منصورہ، ملتان روڈ لاہور۔ فون: 042-7840584

مکتبہ اسلامی راولپنڈی

B-4، شی پلازہ، کالج روڈ، راولپنڈی فون: 051-5554400

تعارف ظلال القرآن فاؤنڈیشن راولپنڈی

ظلال القرآن فاؤنڈیشن راولپنڈی ۱۹۹۸ء سے بغیر کسی نام کے چل رہی تھی۔ جس میں اہل خیر حضرات کے تعاون سے پہلے تفسیر فی ظلال القرآن کی رعایتی تقسیم پر کام ہو رہا تھا۔ ۲۰۰۰ء میں ریڈر کلب راولپنڈی شروع کیا گیا اور ۵ دسمبر ۲۰۰۱ء کو ان تمام رفائی کاموں کو مزید منظم شکل دینے کے لئے ظلال القرآن فاؤنڈیشن راولپنڈی کا قیام عمل میں لایا گیا تاکہ ان رفائی کاموں کو ملکی و تربیتی اور تعلیمی میدان میں منظم کیا جاسکے۔ ظلال القرآن فاؤنڈیشن کے مقاصد میں یہ بات شامل ہے کہ ملک پاکستان میں آئمہ مساجد کی تنظیم سازی کے ساتھ ساتھ ان کی فکری رہنمائی کی جائے جب کہ عوام الناس کے لئے حلقہ قرآن کا قیام عمل میں لایا جاسکے۔ ظلال القرآن فاؤنڈیشن راولپنڈی کے شعبہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے:

□ شعبہ عربی و احیاء: عربی تفسیر قرآن اخلاقی و تربیتی لٹریچر کی تیاری اس شعبہ کا اہم کام ہے۔ یہ شعبہ لٹریچر تیار کر کے ادارہ منشورات اسلامی لاہور، مکتبہ اسلامی راولپنڈی اور دیگر کتب خانوں کے علاوہ تعلیمی و تربیتی اداروں کو فراہم کرتا ہے۔

□ ظلال القرآن اکیڈمی و تحفیظ القرآن: ظلال القرآن اکیڈمی و تحفیظ القرآن کی پہلی برانچ کا قیام ۳ نومبر ۲۰۰۲ء سے ہو چکا ہے۔ اس شعبہ کے ابتدائی مرحلے میں الحمد للہ پرائمری پاس بچوں کو چار سالہ نصاب پڑھایا جا رہا ہے جبکہ دوسرے مرحلے میں مزید چار سال کا نصاب پڑھایا جائے گا۔ اس طرح یہ بچے حفظ اور ثانویہ خاصہ کے ساتھ انٹر تک تعلیم مکمل کر لیں گے۔ ان شاء اللہ اس کے بعد یہ بچے خالص دینی تعلیم کے لئے دینی مدارس یا اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد میں تعلیم حاصل کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔ ان تمام اکیڈمیز میں عوام الناس کے لئے فہم قرآن کو رمز کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔

□ پانچ سالہ ممبر شپ ظلال القرآن فاؤنڈیشن: سید قطب کی معرکہ آراء تفسیر فی ظلال القرآن اردو ترجمہ سید معروف شاہ شیرازی چھپ کر مقبولیت حاصل کر چکی ہے جبکہ اس کے ساتھ ساتھ دیگر تفاسیر پر بھی کام جاری ہے۔ رمضان المبارک میں دورہ تفسیر قرآن کے علاوہ دوران سال قرآن کلاسز کے شرکاء اور فضلاء درس نظامی کو رعایتی بنیادوں پر فراہم کی جاتی ہے۔ رعایتی تقسیم کا یہ کام اہل خیر کے تعاون سے کیا جاتا ہے۔ اب ان شاء اللہ ظلال القرآن فاؤنڈیشن کی ممبر شپ حاصل کرنے والے احباب کو تفاسیر (30 فیصد اور اپنے اداروں کا طبع شدہ لٹریچر نصف قیمت پر جب کہ مختصر تفسیر قرآن 100VCD کا سیٹ 5% پر فراہم کیا جائے گا۔ ممبر شپ کے حصول پر کارڈ کی مدت پانچ سال ہوگی۔

□ ریڈر کلب راولپنڈی : ریڈر کلب راولپنڈی کی طرف سے قارئین کو نصف قیمت پر ہر قسم کی اسلامی کتب فراہم کی جاتی ہیں۔ قارئین کو کارڈ جاری کرنے کے بعد وہ کراچی، لاہور اور راولپنڈی کے متعین ایک سنٹروں سے ایک کارڈ پر مبلغ -/2000 روپے مالیت کی کتب نصف قیمت پر حاصل کر سکتے ہیں۔ جبکہ کارڈ کی فراہمی فنڈ کی دستیابی پر موقوف ہے۔

□ ماہنامہ ظلال القرآن اسلام آباد : ماہنامہ ظلال القرآن اسلام آباد سید معروف شاہ شیرازی کی ادارت میں نومبر ۲۰۰۰ء سے الحمد للہ باقاعدگی سے نکل رہا ہے۔ علمی، فکری اور انقلابی پرچہ ہے۔ یہ پرچہ اوپنٹین میکر حضرات کے لیے ہے۔ خصوصاً ائمہ مساجد اور علمائے کرام اور تحریکی ذمہ داران کے لئے انتہائی مفید ہے۔ اگر آپ اپنے ضلع کی 100 مساجد تک یہ رسالہ پہنچانا چاہیں تو 100 مساجد کے لیے سالانہ فنڈ مبلغ -/15000 روپے ارسال فرمائیں۔

□ مختصر تفسیر قرآن 100 ویڈیو سی ڈیز میں : الحمد للہ ظلال القرآن فاؤنڈیشن مفسر قرآن سید معروف شاہ شیرازی کے ریکارڈ شدہ دورہ تفسیر قرآن کو 100 ویڈیو سی ڈیز میں پیش کرنے کی عادت حاصل کر رہی ہے۔ جب کہ اس پراجیکٹ کی تکمیل کے بعد ”تجوید و ترتیل قرآن“ کی VCD, Mp3 تیار کی جائے گی۔ اسی طرح احادیث نبوی ﷺ اور سیرت النبی ﷺ پر ایکچرز کو بھی CD,s پر لانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

□ تربیتی کورسز : ظلال القرآن فاؤنڈیشن کی طرف سے فہم قرآن کو دس ائمہ مساجد کورس تیار کر رہے ہیں۔ علاوہ عربی انگلش اور کمپیوٹر ٹریننگ کورسز کروانے کے لئے کوشاں ہے۔ ان تمام تربیتی کورسز کی مدد سے ہم ملک پاکستان میں ائمہ مساجد کی تنظیم سازی اور حلقہ قرآن کا قیام چاہتے ہیں۔

اہل خیر حضرات سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ اپنے فنڈ ز ظلال القرآن فاؤنڈیشن راولپنڈی کے نام ارسال فرمائیں۔ اگر اس چیک یا ڈرافٹ بنام ”ظلال القرآن فاؤنڈیشن راولپنڈی“ اکاؤنٹ نمبر 1-3120 یو بی ایل کالج روڈ راولپنڈی کے نام سے بنائے جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

سید عارف شیرازی

سکریٹری: ظلال القرآن فاؤنڈیشن راولپنڈی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

۹	عرض ناشر
۱۰	دیباچہ
۱۲	۱۔ میڈیا کی بلغار
۱۳	○ میڈیا ذرائع ابلاغ کی مسلمہ خصوصیات و اثرات
۱۴	○ مسلمانوں کے خلاف ریڈیو کا طریقہ واردات
۱۵	○ مشنری نشریاتی ادارے
۱۶	○ ٹیلی ویژن، خصوصیات اور معاشرہ پر اثرات
۲۰	۲۔ انٹرنیٹ کا (نقلاؤں)
۲۲	○ انٹرنیٹ کیا ہے (تعارف اور اہمیت)
۲۳	○ انٹرنیٹ کے مفاسد
۲۵	۳۔ پرنٹ میڈیا
۲۵	○ صحافت
۲۶	○ مغربی صحافت کی مسلمانوں پر بلغار
۲۸	۴۔ میڈیا موجودہ دور میں
۲۹	○ موجودہ دور میں میڈیا پر کنٹرول
۳۱	○ مغربی میڈیا کی کرشمہ سازیاں
۳۳	○ پاکستانی میڈیا کی اسلامی اقدار پر کاری ضرب اور متوقع نتائج

- ۵۔ منفرد منعلقان
- ۳۶ ۰ موسیقی و عریانیت کے اجتماعی دنیوی نقصانات
- ۳۷ ۰ اسلام اور مغرب کی تہذیبی کشمکش اور اسلام کا رویہ
- ۴۰ ۰ کیا اسلام ترقی اور جدت پسندی کا مخالف ہے؟
- ۴۳ ۰ مسلم ممالک میں فیملی پلاننگ (خاندانی منصوبہ بندی)
- ۴۶ ۰ اسلامی اقدار کے لیے خطرہ
- ۴۹ ۰ قوی زوال سے بچاؤ اور اسلامی اقدار کا قیام
- ۵۰ ۰ اسلامی اقدار درپیش چیلنجز اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ
- ۵۳ ۰ اکیسویں صدی میں درپیش چیلنجز
- ۵۶ ۰ بلاغی منصوبہ بندی کی ضرورت
- ۵۹ ۰ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا میڈیا اور اہل صحافت
- ۶۱ ۰ کی اصل ذمہ داریاں
- ۶۱ ۰ ایک ضابطہ اخلاق کی ضرورت
- ۶۔ مصادر و مراجع

عرض ناشر

مجھے یہ کتاب شائع کرتے ہوئے بے حد مسرت ہو رہی ہے کیونکہ دور حاضر کے ایک سلگتے ہوئے مسئلہ کو موضوع بنایا گیا ہے۔ عموماً لوگ میڈیا کے اثرات کے بارے میں غفلت کا شکار ہوتے ہیں۔ خصوصاً بچے تو بے حد متاثر ہوتے ہیں۔

مجھے مولانا عطاء الرحمن منگھوری سے گہری واقفیت اس وقت ہوئی جب ماہنامہ المصباح کی ادارت میرے ذمے تھی اور عطاء الرحمن صاحب معاون مدیر تھے۔ بعد میں عطاء الرحمن صاحب کے سپرد ادارت کر کے میں فارغ ہو گیا۔ یہ تب سے اب تک کچھ نہ کچھ لکھتے رہے جو مختلف جرائد کی زینت بننا رہا۔ تاہم ان کی کاوش کو کتابی صورت میں پہلی مرتبہ پیش کیا جا رہا ہے۔

موصوف کی تحقیق، جذبہ اور محنت قابل ستائش ہے۔ تحریر میں روانگی و تسلسل الفاظ کا چناؤ اور فکر و نظر قارئین کو یہ سوچنے پر مجبور کرتے ہیں کہ وہ کہاں بکھرے ہیں، کہاں تھے اور کہاں ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مصنف، ناشر اور قارئین کے لیے اس کوشش کو مفید بنادے۔ آمین ثم آمین

سید عارف شیرازی

سیکرٹری ظلال القرآن فاؤنڈیشن، راولپنڈی

دیباچہ

میں اس اعتراف کے ساتھ

نہال اس گلستاں میں جتنے بڑھے ہیں

ہمیشہ وہ نیچے سے اوپر چڑھے ہیں

آغاز کلام کروں گا۔ راقم نے خالص علمی ماحول میں آنکھ کھولی جہاں میز بہستر کے سرہانے اور الماریوں کے علاوہ کھڑکیوں میں بھی کوئی نہ کوئی کتاب رکھی ہوتی۔ یوں کتابوں سے انس پیدا ہوتا گیا مگر مطالعہ، تحقیق اور سمجھ بوجھ کا ذوق مختلف درساہوں میں پروان چڑھا اور شہروں میں آکر، عوام کے نفسیاتی مطالعے اور اپنے تجزیے سے یہ راز منکشف ہوا کہ عوام الناس ذرائع لبلاغ سے بری طرح متاثر ہو رہے ہیں، اس کے مفید اور مضر پہلوؤں سے قطع نظر اس چیز کو عصری تقاضا سمجھتے ہوئے ضروری خیال کرتے ہیں۔۔۔ گو مختلف جرائد عوام الناس کی آگاہی اور آمدہ خطرات سے نمٹنے کے لیے مضامین شائع کرتے ہیں مگر زیادہ تر لوگ بے خبر ہی رہتے ہیں۔ اس لیے یہ ضرورت محسوس کی گئی کہ عوام کی آگاہی کے لیے مختصر اور آسان کتابچہ مرتب جائے۔ مگر موضوع کیا ہو؟ بات کہاں سے شروع کی جائے۔ سوچتے سوچتے کافی وقت گزر گیا حتیٰ کہ۔۔۔۔۔

۱۹۹۹ء میں ملکی سطح پر ایک مقابلہ مضمون نگاری کا عنوان ”میڈیا کی ”یہاں اسلامی اقدار کے لیے بڑھتا ہوا چیلنج“ منتخب ہوا۔ راقم کو بھی لکھنے کی دعوت دی گئی۔ چنانچہ کئی ماہ کی کاوش سے یہ مجموعہ تیار ہوا جسے پذیرائی ملی، اور محمد اللہ پہلی پوزیشن کا حق دار ٹھہرا۔ راقم کا تبادلہ راولپنڈی ہوا تو ایک دبیرینہ مہربان دوست برادر سید عارف شیرازی صاحب (سیکرٹری ظلال القرآن فاؤنڈیشن، راولپنڈی پاکستان) نے مزید

حوصلہ افزائی کی خاطر اس مقالہ کو شائع کرنے کا بیڑا اٹھایا۔۔۔ چنانچہ یہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حالات حاضرہ میں عام تحریکات میں اس وقت یہ موضوع زیر بحث ہے۔ امید ہے کہ قارئین اس کتابچہ کو اپنے لیے مفید پائیں گے۔ اللہ بزرگ و تر سے دعا ہے کہ قارئین کے لیے اس کتابچہ کو نافع اور سوچ و فکر میں انقلاب کا ذریعہ بنائے اور میرے لیے توشہ آخرت بنادے۔ (آمین)

اظہار تشکر

میں اس موقع پر ممنون احسان ہوں :

- ۰۔ اپنے والد محترم مولانا دوست محمد مرحوم (منگلور مانسہرہ) کا جن کی بہترین تربیت نے مجھے ذوق لطیف دیا، فرقہ و مسلک سے بہت بلند و بالا ہو کر مجھے امت مسلمہ کے آفاقی مسائل سے روشناس کر لیا اور جن کے علمی مقام، نادر روزگار ذخیرہ کتب اور نیک نامی نے مجھ جیسے نابکار کو مقام عز و شرف بخشا۔
- ۰۔ ادارہ ”ظلال القرآن فاؤنڈیشن راولپنڈی“ کے بانی و چیئرمین مولانا سید معروف شاہ شیرازی ایڈووکیٹ، سیکریٹری سید عارف شیرازی اور ادارہ ظلال القرآن فاؤنڈیشن راولپنڈی کا ہمیشہ ممنون رہوں گا کہ انہوں نے اس کتابچہ کو شائع کر کے ایک بنیاد فراہم کر دی ہے جس پر ملک کے ہونہار دانشور و محقق اور نو آموز صحافی حاشیے چڑھاتے رہیں گے اور عوام الناس کو میڈیا کے درست استعمال کی راہ دکھلاتے رہیں گے۔

بھٹاء (الرحمن منگلوری)

راولپنڈی کینٹ 8 مئی 2003ء

میڈیا کی یلغار

دور جدید میں قوموں کی زندگی میں ذرائع ابلاغ کی اہمیت اس قدر بڑھ گئی ہے کہ یہ اقوام و مل کے لئے خوراک کی حیثیت اختیار کر گئے ہیں۔ میڈیا کا اک بحر بحر الہ ہے جو ہر طرف سے اٹھتا چلا آ رہا ہے۔ اس کی متعدد شکلیں اور متنوع اقسام ہیں۔ ریڈیو، ٹی وی، اخبارات و رسائل کے علاوہ اب ڈش، انٹرنیٹ سروسز اور کیبل نیٹ ورک شروع ہو چکی ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ میڈیا کی بڑھتی ہوئی یلغار اپنے جلو میں انسانیت کے لئے خیر و بھلائی لے کر آرہی ہے یا انسانیت کی تباہی پر مشتمل ہے؟

دراصل ذرائع ابلاغ یا میڈیا دو دھاری تلوار کی مانند ہیں، جن سے خیر اور بھلائی کو بھی فروغ دیا جاسکتا ہے، شر اور برائی کو بھی پھیلایا جاسکتا ہے۔ موجودہ دور میں ثقافت کو تبدیل کرنے میں میڈیا جو کردار ادا کر رہا ہے وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔ میڈیا کی دونوں اقسام یعنی پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا ہمارے معاشرے میں موجود ہیں۔ یہ حقیقت کسی طرح جھٹلائی نہیں جاسکتی کہ امت مسلمہ کو اس وقت جو خطرات لاحق ہیں ان میں سب سے خطرناک ثقافتی یلغار ہے جس کے ذریعے نوجوان نسل کے ذہنوں کو تبدیل کیا جا رہا ہے۔ افسوسناک حقیقت یہ بھی ہے کہ ہماری اپنی حکومتیں بھی ان عوامل کی مدد کر رہی ہیں جو دور پر وہ امت مسلمہ کو اسلامی اقدار سے کنارہ کش کرنے کے لیے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت کام کر رہی ہیں۔ مثلاً مغربی طرز کے تعلیمی ادارے، ذرائع ابلاغ، ملٹی میڈیا کمپنیز

(NGO'S) ڈش کلچر، غیر ملکی عریاں لڑیچر وغیرہ وغیرہ۔

اس مقام پر یہ وضاحت ضروری ہے، باوجودیکہ اس موضوع پر علمی تحقیق کی وسیع گنجائش موجود ہے، لیکن اس وقت زیر نظر تحریر کا مقصد علمی تحقیق نہیں ہے بلکہ یہ ثابت کرنا ہے کہ میڈیا کی یلغار اور کارستانیوں جو اس وقت منظر عام پر آرہی ہیں وہ اسلامی اقدار کے لئے بڑھتے ہوئے چیلنج کی حیثیت رکھتی ہیں، بلکہ یہ کہنا ہے جا نہ ہوگا کہ نہ صرف اسلامی اقدار بلکہ انسانی اقدار و انسانیت کے لئے عظیم خطرہ ہیں۔ یہ بات مسلمہ ہے کہ ذرائع ابلاغ سمعی ہوں یا بصری (آڈیو، وڈیو) نہایت گہرے اور دور رس اثرات کے حامل ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ امر ناگزیر ہے کہ لوگوں کو ان کے استعمال میں مناسب رہنمائی فراہم کی جائے اور من گھڑت، اخلاق باختہ اور ذومعنی مواد کے بارے میں متنبہ کیا جائے کہ جو معلومات شب و روز ان کی سماعت اور بصارت سے ٹکراتی ہیں، ان کے پس پردہ دشمنان اسلام کے مکروہ عزائم کار فرما ہیں۔ یہ سچ ہے کہ اسلامی تعلیمات سے ناواقف سچا اور مخلص مسلمان بھی ذرائع ابلاغ کی نشر کردہ جملہ معلومات کو نہیں پرکھ سکتا اور ابلاغ کی ملمع کاری اور چمک دمک پر فریفتہ ہو جاتا ہے۔ آئندہ صفحات میں میڈیا کی اسی یلغار کو اسلامی اقدار کی روشنی میں سمجھنے کے لئے مختلف عنوانات کے تحت تحریر کیا گیا ہے۔ اللہ امت مسلمہ کو مغرب اور اس کے ہمنواؤں کے اس بیٹھے زہر کو پرکھنے کی صلاحیت اور اس کا توڑ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

میڈیا یا ذرائع ابلاغ کی مسلمہ خصوصیات و اثرات

۱۹۲۲ء میں برطانیہ کی ایک کمپنی ”مارکونی“ نے ریڈیو کی نشریات کا آغاز کیا۔ چونکہ ریڈیو نشریات دنیا میں سب سے زیادہ سنی جاتی ہیں اور اس میں مسافیتیں اور

طویل فاصلے رکاوٹ نہیں بنتے۔ اس لئے یہ ابلاغ کا نہایت ارزاق اور موثر ذریعہ ہے۔ اس سے ہر طبقہ کے لوگ استفادہ کر سکتے ہیں۔

ریڈیائی نشریات کی خصوصیات و اثرات

ریڈیائی نشریات جغرافیائی حدود یوں سے ماوراء ہوتی ہیں۔ اس لئے ان پر کسی کا کنٹرول نہیں ہو سکتا، ہر اچھی یا بری خبر سامعین تک پہنچ جاتی ہے اور اپنا اثر دکھاتی ہے۔ گو کہ اس دور میں نشریات جام بھی کی جاسکتی ہیں مگر اس طرح بھی کامل سدباب نہیں ہوتا۔ ریڈیو پر خبروں کے علاوہ رنگارنگ تفریحی پروگرامات نشر ہوتے ہیں۔ مختلف ممالک اپنے ذوق اور اپنی پالیسی کے مطابق خبریں نشر کرتے ہیں۔

ریڈیو کا تعلق بھی انسان کی سماعتی صلاحیت سے ہے۔ جو ہر طرح کے خیر و شر کو انسان کے خیال و تصور میں داخل کر کے انسان کے سلوک و عمل کو متاثر کرتا ہے۔ بہت سے لوگ ریڈیو کو ایک بے ضرر آلہ سمجھتے ہیں جو کہ درست نہیں ہے۔ ایک مغربی مفکر کا کہنا ہے کہ ریڈیو کی تاثیر ایٹم بم کی طرح ہے، اس میں خیر اور شر دونوں پنہاں ہیں۔ غیر ملکی نشریاتی ادارے ہر ملک کی بڑی اور مرکزی زبان میں پروگرامات نشر کرتے ہیں اور اپنے سامعین کو اپنے انداز فکر میں رنگتے چلے جاتے ہیں۔ مثلاً بجااد پرستی کو ایٹھما کر مسلمانوں کو دہشت گرد و قیانوسی خیالات کا حامل اور خونخوار قسم کی قوم کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

مسلمانوں کے خلاف ریڈیو کا طریقہ و واردات

گزشتہ عالمی جنگوں کے بعد پروپیگنڈہ کے عالمی ماہرین یورپ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ کتب، مقالات اور تقریروں کی بہ نسبت دلچسپ خبروں سے عوام کو زیادہ متاثر کیا جاسکتا ہے۔ دلکش اور منطقی انداز میں تبصرے کر کے مطلوبہ اثرات و نتائج

حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ مغربی خبر رساں ایجنسیاں اس اسلوب نگارش میں خاص مہارت رکھتی ہیں۔ ریڈیو برطانیہ یا بی بی سی کی خاص خوبی ہے کہ عینی شاہد کی آواز ریکارڈ کر کے سناتا ہے لیکن اپنے بعد کے تبصرے میں اپنے خیالات کا اظہار حسن و خوبی کر لیتا ہے۔ چند سچی خبروں میں دو چار بے بنیاد کو بھی شامل کر لیا جاتا ہے۔ افغانستان میں ”طالبان“ نامی اسلامی تنظیم کو غیر مستحکم کرنے کے لئے کئی ایک بے بنیاد اور من گھڑت قصے ان کی طرف منسوب کئے گئے۔ ترکی کی رکن پارلیمنٹ خاتون جس نے نقاب پہن کر اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کی اور معتبوب ٹھہری، اسے متعصب اور قدامت پرست ثابت کر دیا۔ کشمیری مجاہدین جو اپنی آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں، کو مسلح چھاپہ مار، درانداز اور مذہبی انتہا پسند کہہ کر دنیا کی نظروں میں ان کے متعلق بدگمانی اور نفرت پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش کر لی۔

یہ تو غیر ملکی نشریاتی اداروں کی بات تھی جو کہ ایک مشن کے طور پر کام کر رہے ہیں۔ ہمارے اپنے ذرائع ابلاغ میں بھی ریڈیو کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ مگر ریڈیو کے زیادہ تر پروگرام فحش نغموں، گانوں، اور مکالموں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ موسیقی کے دلدادہ عوام اپنے کئی کئی گھنٹے اس بے جا مصروف میں ضائع کر دیتے ہیں۔ خصوصاً نوجوان نسل اپنی ناپختہ عقل کی وجہ سے فلمی گیت سن کر بے حیائی اور صنف نازک کے خیالات میں مگن رہ کر تعلیم کی طرف سے فارغ ہو جاتی ہے۔

مشنری نشریاتی ادارے

سچی مبلغین ریڈیو کی اہمیت سے آشنا ہوئے تو سوچا کہ یہ ایسا عجیب ذریعہء تبلیغ ہے کہ اپنے کام کاج میں مصروف رہ کر سنا جاسکتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے ریڈیو کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرنا شروع کیا۔ اس وقت دنیا میں تقریباً پچاس سے

زیادہ مشتری ریڈیائی ادارے کام کر رہے ہیں۔ جن میں سے چند ایک مشہور ادارے مندرجہ ذیل ہیں:

- ۱۔ لائبریا کارڈیو شیشن جو ریڈیو 'الوا' کے نام سے مشہور ہے۔
 - ۲۔ ریڈیو اسٹیشن مونٹ کارلو اس کی کئی شاخیں ہیں۔ قبرص سوئیٹزر لینڈ اور سری لنکا میں ۱۹۷۳ء تا ۱۹۷۷ء یہ مشتری ریڈیو قائم ہوئے۔
 - ۳۔ ریڈیو شرق الاوسط، ایشیاء میں یہ ادارہ فیلا کے مقام پر قائم ہے۔ اس کی شاخیں لوکیٹا اور سان فرانسسکو میں ۱۹۵۸ء اور ۱۹۶۰ء میں قائم ہوئیں۔
 - ۴۔ صوت الانجیل کے نام سے حبشہ میں اتھوپیا کے مقام سے نشریات نشر کی جاتی ہیں۔ اس کی نشریات خلیجی ممالک میں سنی جاسکتی ہیں۔
 - ۵۔ ایک عیسائی مشتری ادارہ فلسطین اور لبنان کے درمیان کہیں قائم ہوا ہے اس کی سر دس کو "آسمانی سرگوشی" کا نام دیا گیا ہے۔ اس کی جملہ ضروریات عالمی امریکی مسیحی مبلغین پوری کرتے ہیں۔
- مذکورہ بالا تمام مشتری ادارے اسلام کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں اسلام ہی ہمارا مد مقابل ہے، اور مستقبل میں یہودیوں اور عیسائیوں کے لئے سب سے بڑا خطرہ بھی۔ اس لئے وہ مسلمانوں کو غیر محسوس طریقے اور مکاری سے اپنی راہ سے ہٹانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ہر ممکن طریقہ سے ثقافت اسلامیہ کی بنیادیں کھوکھلی کر رہے ہیں۔

ٹیلی ویژن، خصوصیات اور معاشرہ پر اثرات

۱۹۲۸ء کو ٹیلیوژن نے اپنی نشریات کا آغاز کر دیا تھا۔ سب سے پہلے امریکہ

نے اس ٹیکنالوجی کو فروغ دیا اور بعد میں ۱۹۷۷ء تک تقریباً ساری دنیا بشمول اسلامی ممالک 'ٹی وی سٹیشن قائم ہو گئے۔

ٹیلیویشن کی ممتاز خوبی یہ ہے کہ آواز، تصویر، حرکت، رنگ اور منظر سب کچھ ایک وقت دکھاتا ہے۔ جس کی وجہ سے بہت جلد توجہ کا مرکز بنتا ہے اور لوگوں کے احساسات پر چھا جاتا ہے۔ ہر قسم کے پروگرامات جن میں شریک ہونا عام آدمی کے لئے ناممکن ہوتا ہے، ان سب پروگرامات کو لے کر گھر گھر میں گھس جاتا ہے اور کم وقت میں زیادہ معلومات اور ثقافت سے آگاہی دلاتا ہے۔

مغربی معاشرہ میں ٹیلیویشن کا مصرف تفریح اور فرصت کے اوقات گزارنا ہے۔ اشتراکی دنیا میں ذریعہ تفریح ہونے کے ساتھ ساتھ اشتراکی پروپیگنڈے کا ذریعہ بھی ہے۔ جہاں تک اسلامی ممالک میں ٹی وی کے کردار کا تعلق ہے تو راقم کے خیال میں کوئی واضح اور متعین پالیسی نظر نہیں آتی۔ حکمران گروہ کا نقطہ نظر رقص و سرور اور غناء کی محفلیں یا بے ہودہ ڈرامے اور کھیل نظر آتے ہیں۔ یہاں بھی تفریح کا عنصر ہی غالب رہتا ہے۔

ٹیلیویشن سے اثرات قبول کرنے کا تعلق ناظرین کی صلاحیت اور استعداد پر منحصر ہے۔ چنانچہ ماہرین کے اخذ کردہ نتائج کے مطابق معاشرے کے دو طبقوں بچوں اور ناخواندہ یا کم تعلیم یافتہ افراد میں ٹی وی دیکھنے کا رجحان خطرناک حد تک تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ مغربی تجزیہ نگاروں کے مطابق مغربی ممالک میں بچوں کی تعلیمی سطح تیزی سے گہری ہے جبکہ دیہاتی علاقوں کی تعلیمی سطح قدرے بہتر ہے کیونکہ انہیں یکسوئی حاصل ہوتی ہے۔ نفسیات اور ابلاغ کے ماہرین کی متفقہ رائے ہے کہ ٹی وی پروگرامات بچوں میں منفی اثرات پیدا کرتے ہیں۔ ان کو خود فراموشی

اور خواب و خیال کی دنیا نظر آتی ہے اور امور واقعی سے غفلت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ماہرین نے تشدد اور جرائم کے واقعات اور حیا سوز و عریاں قسم کے پروگرامات پر بھی سخت تنقید کی ہے۔ کو لیبیا یونیورسٹی کے پروفیسر اسٹیفن بانا کا کہنا ہے: ”جہاں یہ کہنا درست ہے کہ جیل خانے بھرموں کی تربیت گاہ کا کام دیتے ہیں وہاں یہ کہنا بھی صحیح ہے کہ ٹی وی چوں میں انحراف پیدا کرنے اور انہیں منحرف خطوط پر نشوونما دینے والی تربیت گاہ ہے۔“

فرائیسی سائنسدان ”جان حیرو“ کی تحقیقات کے مطابق پیرس میں اخلاقی بے راہ روی اور لوگوں کے انحراف کا ایک بڑا سبب پر تشدد قلمیں دیکھنا ہے۔ متعدد ایسے واقعات ہیں جن میں بچوں نے قلموں کی نقالی کرتے ہوئے گولی چلا دی یا اپنے کسی دوست کو قتل کر دیا، آگ لگا دی، یا نہر میں کسی کو دھکا دے دیا۔ طوالت کے خوف سے واقعات کی جانب اشارہ کیا ہے۔ ورنہ روزانہ اخبارات اس قسم کی خبروں سے بھرے ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں جھنسی بے راہ روی اور بد اخلاقی و بے حیائی جو کہ مغربی معاشرے کی چیزیں ہیں، ٹیلیوژن ان کی نشر و اشاعت میں خوب کام کر رہا ہے۔ جس سے لازماً مشرقی اقدار اور اسلامی قدریں تیزی سے مٹ رہی ہیں۔

تہذیب ”جدید“ جو اصل میں مغربی تہذیب ہے، کے جراثیم تیزی سے معاشرے میں پھیلتے جا رہے ہیں، جن کو پھیلانے میں سب سے زیادہ حصہ ٹیلیوژن کا ہے۔ لیکن اس سے قطع نظر ایک عمومی جائزے کے مطابق ماہرین نے ٹی وی کے منفی اثرات کچھ یوں مرتب کئے ہیں:

جرم و تشدد کا فروغ

معاشرتی ہکاڑ

41%

72%

64%	نگاہ کی کمزوری
41%	برائی کی اشاعت
47%	حیلہ جوئی اور فریب کاری کا سبق
63%	مطالعہ سے غفلت
46%	اعصابی ضعف اور سستی
44%	ورزش و حرکت سے محرومی
63%	بچوں کے تعلیمی معیار میں کمی

ٹی وی پروگرام زیادہ تر اسلامی، اخلاقی اور تاریخی اقدار کے لئے بے حد مضر ثابت ہوئے ہیں۔ فی زمانہ مغرب کی اندھی تقلید کرتے ہوئے اسلامی ممالک میں بننے والے ڈرامے، فلمیں اور دیگر تفریحی پروگرام بالکل مغربی طرز پر بنائے جاتے ہیں۔ جن میں جذبات بھڑکانے والے گانوں اور اخلاق سوز مناظر سے رنگ بھرا جاتا ہے۔ عورتیں بھڑکیلے، چست اور عریاں انداز میں لائی جاتی ہیں۔ ڈرامے اور کہانیاں زیادہ تر عشق و محبت اور آزادانہ میل جول کے گرد گھومتی ہیں۔ عشاق تفریح گاہوں اور پارکوں میں ایک دوسرے کے گلے میں بازو جمائے کئے دکھائے جاتے ہیں۔ تاکہ رفتہ رفتہ ناظرین خصوصاً نوجوانوں کے ذہن میں یہ رچ بس جائیں اور وہ انہیں ناپسندیدہ سمجھنے کی بجائے لازمہ حیات سمجھنے لگیں۔

پروگراموں میں حرام کاموں اور برائیوں کا پرچار کیا جاتا ہے۔ جھوٹ، دھوکہ دہی، سازش، بغیبت کے نئے نئے انداز دکھائے جاتے ہیں۔ غیر ثقہ اور بازاری مکالمے سر عام سنائے جاتے ہیں۔ چنانچہ بچے اور نوجوان ان غیر سنجیدہ حرکتوں اور جملوں کو دہراتے نظر آتے ہیں۔ اشتہارات میں عریانی اور فحاشی کو

فروغ دیا جاتا ہے۔ اس طریقے سے مسلم سوسائٹی پر جو اثرات مرتب ہوتے ہیں وہ چند نصیحتوں یا لکچروں سے زائل نہیں ہو پاتے۔ ڈش کی ایجاد نے رسی سسی کسر بھی نکال دی ہے۔ وی سی آر پر بھی جو چاہیں دیکھا جاسکتا ہے۔

انٹرنیٹ کا انقلاب

موجودہ دور میں جدید ٹیکنالوجی کی بدولت میڈیا کی دنیا میں انٹرنیٹ کی ایجاد نے تہلکہ مچا دیا ہے۔ یہ خاص طور پر نشر و اشاعت اور تبادلہ معلومات کا انتہائی تیز ترین ذریعہ ہے۔ لیکن امت مسلمہ کی بد قسمتی ہے کہ وہ ان وسائل کو آزادی سے اپنے لیے استعمال نہیں کر سکتی۔ مسلمانوں کے لیے اس انقلاب سے نبرد آزما ہونا اس لئے بھی مشکل ہے کہ یہ ٹیکنالوجی غیر مسلموں کے قبضہ میں ہے۔ یہ پروگرام امریکہ کی زیر نگرانی نیو ورلڈ آرڈر کی تکمیل کے لئے شروع کیا گیا تھا۔ دنیا کے بہت سے علمی، تربیتی، ثقافتی، عسکری، اقتصادی دینی اور سیاسی اداروں نے انٹرنیٹ پر آکر معلومات اور پیغامات کے ساتھ جہاں اپنے رابطوں کو وسعت دی وہاں مسلمانوں پر ایک کاری ضرب لگانے کی مذموم کوشش بھی کی گئی کیونکہ انٹرنیٹ کے ذریعے سینکڑوں غلط عقائد اور معلومات جن کا اسلامی اور اخلاقی اقدار سے دور کا بھی واسطہ نہیں پیش کی جا رہی ہیں۔

دشمنان اسلام کے سینکڑوں ادارے، انٹرنیٹ پر گندی اودیو عریاں فلمیں چلاتے ہیں جس سے نوجوان نسل بے راہ روی کا راستہ اختیار کرتی جا رہی ہے۔ عیسائیت بھی اپنے مقاصد کے لئے انٹرنیٹ سے خاطر خواہ فائدہ اٹھا رہی ہے۔ انٹرنیشنل سطح کے بہت سے انجیلی جنس اداروں نے اس ٹیکنالوجی سے بھرپور فائدہ اٹھایا ہے۔ اس وقت سی آئی اے۔ موساد، الام اور برطانوی ادارے انٹرنیٹ پر

موجود ہیں۔

افسوسناک پہلو اس مفید ایجاد کا یہ ہے کہ اس کی مختلف سرسز کے ذریعے 'مشتری ادارے اسلام کے خلاف اپنی مہم اس نکال رہے ہیں (E-Mail) کے ذریعے لکھوں میں مفید اور غیر مفید معلومات کا تبادلہ ہوتا ہے۔ انٹرنیٹ پر اسلام کے خلاف جنگ کی دوسری صورت وہ ہے جو اصطلاح میں (Hate filled sites) "نفرت سے بھرپور مواقع" کے نام سے جاری ہے۔ اس میں بڑی صفائی سے اسلام کے خلاف حسد اور بغض کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ اسلام کی اصل صورت کو مسخ کر کے پیش کیا جاتا ہے۔ چنانچہ جب کوئی غیر مسلم یا کم علم مسلمان انٹرنیٹ سے اسلام کے بارے میں آگاہی حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے صحیح صورت حال سے آگاہی کی جائے اسلام اور مسلمانوں سے نفرت ہونے کے امکانات زیادہ پائے جاتے ہیں۔ کویت کے مجلہ "المجتمع" نے ان موضوعات کا انکشاف کیا ہے جو انٹرنیٹ کے ذریعے اسلام کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کے لئے انٹرنیٹ پر موجود ہیں۔ چند ایک عنوانات یہ ہیں۔

(الف) "کیا قرآن معجزہ ہے؟"

(ب) "اسلام کا ظاہر دنیا کے سامنے"

(ج) "اسلام متعصب کیوں ہے؟"

(د) "اسلام مرتد ہونے والے کو سخت سزا کیوں دیتا ہے؟"

سب پروگراموں میں سے خطرناک "اسلام کا ظاہر دنیا کے سامنے" ہے اس عنوان کے نیچے قاہرہ کی مسجد "محمد علی" اور شکاگو کی مسجد "امت الاسلام" کی تصویر ہے اس کے بعد سورۃ فاتحہ کا ترجمہ ہے۔ اس پروگرام میں مسلمانوں کو

قاتلوں اور دہشت گردوں کے روپ میں منظر عام پر لایا جاتا ہے۔ اسی میں ایک پروگرام ”اللہ رحیم نہیں ہے“ (نعوذ باللہ) پیش کیا جاتا ہے۔ نیٹ پر قرآن حکیم کے خلاف ایک سازش شروع کی گئی ہے۔ جس میں اپنی طرف سے سورتیں بنا کر پیش کی گئی ہیں۔ سورۃ المسلم، سورۃ الایمان، سورۃ الوصایا وغیرہ۔

مختصر یہ کہ اسلام کے خلاف کفر نے بھرپور الیکٹرانک جنگ کا آغاز بھی کر دیا ہے۔ گو کہ (پھونکوں سے یہ چراغ مچھایا نہ جائے گا) اپنی جگہ درست ہے، مگر مسلمانوں کی بھی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ جس تہذیب کو اپنا کر ترقی کرنا چاہتے ہیں وہ تہذیب مسلمانوں کا وجود ختم کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ میڈیا کی اس یلغار کا بھرپور مقابلہ کرنے کی ضرورت ہے۔ انٹرنیٹ نہایت جدید اور کم خرچ ایجاد ہے۔ اس کا تعارف، طریق کار، افادی اور مضرت رساں پہلوؤں پر روشنی ڈالنا قارئین کے لیے مزید دلچسپی کا باعث ہو گا۔

انٹرنیٹ کیا ہے (تعارف و اہمیت)

دور حاضر مواصلات کے شعبے میں جو انقلاب لایا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ انٹرنیٹ، دنیا بھر کے کمپیوٹروں کا آپس میں ایک مضبوط و مربوط، نظام یا عالمی جال (Network) ہے۔ انگریزی میں اس کے لیے (WWW) یعنی ورلڈ وائیڈ ویب (World Wide Web) عالمی سطح پر پھیلا ہوا جال، کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔

یہ جال کس طرح بنتا ہے۔ مختصر یہ کہ مصنوعی سیاروں جنہیں Satelites کہا جاتا ہے کے ذریعے دنیا بھر کے کمپیوٹروں کو آپس میں مربوط کیا جاتا ہے۔ سیارے سے رابطہ کا ذریعہ انتہائی طاقتور ڈش (سکٹل و مول کرنے اور سمجھنے کا

آلہ کرتی ہے۔ یہ کام ہر شر میں موجود کچھ کہنیاں کرتی ہیں جو شر کے ہر خواہش مند کے کمپیوٹر کو ایک ٹیلی فون لائن کے ذریعے اپنے کنٹرول روم سے مربوط کر لیتی ہیں جہاں سے ان کا رابطہ مواصلاتی سیارے سے جوڑ دیا جاتا ہے۔ یہ کام کنکشن مل جانے کے بعد سیکنڈوں میں ہوتا ہے۔ اس رابطے کے بعد آپ دنیا کے ایک وسیع و عریض نظام سے منسلک ہوتے ہیں۔ جہاں ہزاروں نہیں کروڑوں چینل کام کر رہے ہیں، آپ کسی سے بھی استفادہ کر سکتے ہیں۔ انٹرنیٹ چینل آپ نہ صرف دیکھ سکتے ہیں بلکہ بات چیت کر سکتے ہیں، تبادلہ خیال کر سکتے ہیں، انہیں کوئی چیز (مضمون، کتاب وغیرہ) بھیج سکتے ہیں۔ ان کی کوئی کتاب، سلیبس یا نورسٹی کے فارم وغیرہ ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

انٹرنیٹ کے نام سے موسوم اس حیران کن ایجاد نے تھوڑی سی مدت میں دیگر تمام ذرائع ابلاغ و مواصلات پر برتری ثابت کر دی ہے۔ اس کی خوبیوں کے پیش نظر جہاں اس سے استفادہ ضرورت مند رہا ہے۔ وہاں اس کے مفاسد کثیرہ سے جان چھڑانا بھی ناممکن نظر آتا ہے۔ اپنے ان ہی مفاسد کے پیش نظر اسلامی افکار کے لیے بہت بڑا چیلنج ہے۔

انٹرنیٹ کے مفاسد

جہاں شعائر اسلام، قرآن اور مسلمانوں کے خلاف اسلام دشمن طاقتیں انٹرنیٹ کو استعمال کر رہی ہیں۔ وہاں اسی انٹرنیٹ پر بے ہودہ، فحش اور حیا سوز فلمیں پوری انسانیت کو تباہ کر رہی ہیں۔ (خلیفۃ الارض) حضرت انسان کے دماغ نے خیر و شر اور بھلائی و برائی کے تمام مواقع انٹرنیٹ پر جمع کر دیے ہیں۔ اسی طرح انٹرنیٹ پر خیر و شر کی ہمیشہ سے جاری کشمکش بھی پوری آب و تاب سے

موجود ہے۔ عالم اسلام کی مجموعی صورتحال افسوس ناک ہے، یہ کہا جائے کہ عالم اسلام کسمپرسی یا پائس ماندگی سے دوچار ہے تو غلط نہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ انٹرنیٹ سے بھی بہت محدود انداز میں استفادہ کر رہا ہے جبکہ یورپ اور جدید ترقی یافتہ ممالک ان ایجادات کو خوب استعمال میں لارہے ہیں۔ اسلامی علم و تحقیق کے حوالے سے انٹرنیٹ ابھی تک بہت غریب ہے جبکہ یورپ کی بڑی بڑی لائبریریاں عالم استفادہ کے لیے انٹرنیٹ پر دستیاب ہیں۔

مسلم اہل علم و دانش اور ارباب سیم و زر کو چاہئے کہ اللہ کی دی گئی نعمتوں کو دور حاضر کے اس چیلنج کا مقابلہ کرنے پر لگائیں اور اس ایجاد کی کارستانیوں کا سہارا بنیں۔ وَمَا تَنْفَعُوا مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوفِ الْكَلِمَ وَالنَّعْمَ لَا تَطْلُمُونَ

پرنٹ میڈیا

صحافت

لفظ ”صحافت“ صحف سے مشتق ہے جو صحیفہ کی جمع ہے۔ ان منظور لسان العرب میں لکھتے ہیں کہ صحیفہ ہر وہ شے ہے جس میں کچھ لکھا جائے۔ صحافت کے موجودہ مفہوم کو دنیا میں سب سے پہلے نجیب خداؤ نے اسکندریہ سے ۱۸۶۷ء تا ۱۸۹۹ء میں لسان العرب نامی اخبار جاری کر کے متعارف کرایا۔ جبکہ یومیہ صحافت کا تصور سب سے پہلے انگلستان میں ۱۷۰۲ء میں ہوا۔ آغاز میں صحافت کا کردار محدود تھا۔ وہ صرف سرکاری اور اجتماعی خبریں فراہم کرتے تھے۔ بعد میں صحافت کا دائرہ بڑھا اور اس کے کئی شعبے بن گئے اور خبروں کی توضیح و تشریح میں رائے عامہ کو مد نظر رکھنے کا اہتمام ہونے لگا اس دور میں اور اب بھی خیر و شر کے پہلوؤں کو مد نظر رکھنے کا رواج نہیں رہا۔ صحافت عموماً ان لوگوں کے افکار و خیالات کی ترجمانی کرتی ہے جو اسے سرمایہ فراہم کرتے ہیں۔

اس افسوس ناک حقیقت کا اظہار ناگزیر ہے کہ صحافت مشرق کی ہو یا مغرب کی، خبروں اور تبصروں میں حق و باطل کو مد نظر نہیں رکھا جاتا۔ مغربی دنیا بالخصوص ان معاملات میں جن کا تعلق اسلام سے ہو، بڑے انداز سے اچھا لیتی ہے۔ بیشتر اخبارات کے کالم تفریح اور فروغ فن کے نام سے عریاں تصاویر، تغیر مہذب افسانوں اور کہانیوں، بے مقصد خبروں اور جذبات کو مدھمکتہ کرنے والے مواد سے

بھرے ہوتے ہیں۔ اسی دوڑ میں رنگین ایڈیشن، مقابلہ حسن، فیشن شو، ملبوسات کی نمائش، فن اور فنکاروں کی دلربا تصاویر سے مزین ہوتے ہیں۔ بہت سے جرائم اور رسائل محض خوبصورت نسوانی تصاویر کے بل بوتے پر چلتے ہیں جو کہ نئی نسل کو اخلاقی لحاظ سے پست اور مذہبی لحاظ سے باغی اور سرکش بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

بعض رسائل عورتوں کے لئے مخصوص ہیں، ان کے حقوق کی ترجمانی کرتے ہوئے مسلمان عورت کو دینی اور اخلاقی لحاظ سے تباہ کرنے کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ ایسے رسائل عموماً ترقی پسند اور ماڈرن بننے کے شوق میں حدوں کو پھلانگ دینے والی مغربی طرز فکر کی دلدادہ خواتین کے تعاون سے چلتے ہیں۔ دراصل یہ بھی اغیار کی ایک سازش ہے کہ جس طرح مغرب میں خاندانی نظام تباہ ہوا ہے اسی طرح مسلمان معاشرہ بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جائے۔

مغربی صحافت کی مسلمانوں پر یلغار

موجودہ مغربی صحافت مسلسل مسلمانوں کا تعاقب کر رہی ہے اور بیشتر کالم نگار، قلم کار اور تجزیہ نگار یہودی یا صیہونی طرز فکر سے متاثر ہیں۔ عالمی صیہونیت کے زیر اثر جو رسائل و جرائد نکلتے ہیں وہ سب کچھ یہود اور اسرائیل کے مفاد میں لکھتے ہیں۔ ان میں مسلمانوں کی جو تصویر کشی کی جاتی ہے وہ کچھ اس طرح ہے کہ مسلمان انتہائی وحشی اور جنونی قوم ہیں، یہ تمدن سے اس طرح عاری ہیں جس طرح ریڈ انڈین امریکی تمدن سے عاری رہے۔

ان رسائل میں مسلمانوں کی تصاویر اور کارٹون مضحکہ خیز انداز سے دیئے جاتے ہیں مثلاً ایک بیوقوف شخص پٹرول پمپ کے پیچھے کھڑا حماقت بھری

نظروں سے تیل ڈالتے ہوئے گاڑیوں کو دیکھ رہا ہے۔ ایک اور شخص متعدد بیویوں کے جھرمٹ میں چلا آ رہا ہے۔ ایک متعصب اور ضدی مسلمان تلوار اور سنگین لیے کھڑا ہے۔

مغربی جرائم دنیا میں برپا ہونے والی اسلامی تحریکات کے خلاف نفسیاتی جنگ کے مختلف اسالیب سے پر ہوتے ہیں۔ مثالاً ان جرائم میں عنوانات اس طرح ہوتے ہیں :

”سیاہ افریقہ سے سائبریا تک اسلامی لہر دنیا کو فتح کرتی جا رہی ہے۔“ یہ مضمون ایک فرانسیسی مجلہ ”باری ماتش“ میں شائع ہوا۔ اس کا ترجمہ عربی مجلہ ”الاصلاح“ میں چھپا۔

”اسلامی نشاۃ ثانیہ کی آندھیاں دنیا کو خوفزدہ کر رہی ہیں“ (ہیر الڈٹریبیون)

”اسلامی تحریکات کا مطالعہ امریکی خفیہ اداروں کی رپورٹ“ (الشرق الاوسط)

”اسلامی گھوڑے تیار کھڑے ہیں اور مغرب پر لرزہ طاری ہے۔“ (فرانسیسی اخبار: لامونڈے)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اسلام کے خلاف نہ صرف الیکٹرانک میڈیا بلکہ پرنٹ میڈیا کی طوفانی یلغار بھی جاری ہے۔ مغربی اخبارات مسلمانوں کی بیداری سے خائف ہیں۔ وہ حکمرانوں کو اکساتے رہتے ہیں کہ اسلامی تحریکوں کو کچل دو مبادا یہ تمہارے اقتدار کے لئے خطرہ بن جائیں۔ ایک طرف تحریر کے ذریعے اور دوسری طرف ٹیکنالوجی کے جدید ترین ذرائع سے لیس ہو کر مغرب اسلامی ثقافت و

شرافت پر دوہرا وار کر رہا ہے۔ ملٹی نیشنل کسپینیز صرف اپنی مصنوعات (Pro-duct) سیل نہیں کرتیں بلکہ تہذیب و ثقافت کو بھی تبدیل کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ خواتین کا خاندانی روایت سے انحراف، طلاق اور عشق کے مسائل کو اچھالنا ان کی ہی ذمہ داری ہے۔ صائمہ کیس اور شان رسالت میں گستاخی کے کیسوں میں یہ این جی اوز کھل کر سامنے آئی ہیں۔ لو میرج، بغاوت اور توہین رسالت کے مجرموں کو ملک سے باہر بھیجا کر یہ راہ کھولی گئی ہے کہ دوسرے لوگ بھی اس طرح حرکتیں کر کے ہماری مدد سے باہر جاسکتے ہیں۔ یہ ساری کہانیاں اور یہ سارے اخراجات صرف مسلمانوں کا اسلامی تشخص ختم کرنے اور ان کو مغربی تہذیب سے آراستہ کرنے کے لئے کیے جا رہے ہیں۔ ان حالات کے پیدا کرنے میں ٹی وی، ڈش، اخبارات و رسائل، یعنی مکمل میڈیا کا ایک نیٹ ورک کام کر رہا ہے۔ یہی وہ میڈیا ہے جو اسلامی اقدار کے لیے چیلنج کی صورت اختیار کر رہا ہے۔

میڈیا موجودہ عہد میں

موجودہ عہد کیو ٹیکنیشن ایج کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اب جنگ کا میدان کوئی ملک یا کوئی زمین نہیں بلکہ میڈیا کی دنیا ہے۔ اس دور میں چند افراد میڈیا اسٹیشن میں بیٹھ کر دنیا کے اربوں انسانوں کے ذہنوں، رویوں، جذبات اور رجحانات میں تغیرات پیدا کر رہے ہیں۔ اس طرح چند انسانوں نے کروڑوں انسانوں کو ہائی جیک کر رکھا ہے۔ ایک اسٹیشن میں بیٹھ کر دنیا کو ہر سمت، ہر جہت کی معلومات فراہم کرنا، مرضی کے موضوعات متعارف کروانا، مرضی کے تبصرے کرنا، من چاہی تعبیر اور مطالب بیان کرنا، معیارات زندگی مقرر کرنا، لوگوں کی پسند اور ناپسند کے خیالی تصورات اہا کرنا، صرف یہی نہیں بلکہ سامراج کی عالمی حکمرانی کے خواب،

دنیاۓ انسانی پر تسلط، عالمی معیشت پر اختیار، عالمی منڈی پر قبضہ اور تہذیب نو یا مغربی تہذیب کے پھیلاؤ کی جنگ..... یہ سب کھیل اب میڈیا کے میدان میں کھیلے جا رہے ہیں۔

جدید میڈیا (انٹرنیٹ) نے دنیا کو ایک دوسرے کے اتنا قریبی پڑوسی بنا دیا ہے۔ جس میں ایک پڑوسی کی کھڑکی دوسرے کے میڈیٹروم میں کھلتی ہے۔ عصر حاضر کے میڈیا نے کرۂ ارض کو ناقابل تقسیم اکائی بنا کے رکھ دیا ہے اور عالمی رائے عامہ کو کنٹرول کرنے کا سب سے مؤثر ہتھیار بھی میڈیا بن گیا ہے۔ میڈیا کی موجودہ تعمیر و ترقی ہماری سیاسی و سماجی سرحدوں کو منہدم کر چکی ہے۔ ہر گھر ہیرا منڈی، ہر گھر طوائف کا کوٹھن بن گیا ہے۔ اسی طرح ہر گھر لائبریری، اخبارات و رسائل کا مرکز، حتیٰ کہ گھر بیٹھے ہوئے پوری دنیا کی سیر و تفریح ہو سکتی ہے۔ میڈیا (اطلاعات و نشریات) کی اہمیت ہر دور میں مسلم رہی ہے۔ حضور اقدس ﷺ کے مبارک عہد میں بھی اطلاعات کی ترسیل و تحقیق اور طریقوں کو بہت اہمیت حاصل رہی ہے۔

موجودہ دور میں میڈیا پر کنٹرول

موجودہ دور میں ذرائع ابلاغ پر یہود کا قبضہ ہے اور مسلمان ممالک اپنے بارے میں بھی معلومات و اطلاعات کے لیے ان کے محتاج ہیں۔ رائٹر، سی این این، اے ایف پی، بی بی سی سب ہمارے دشمنوں کے مؤثر ہتھیار ہیں اور وہ خوب استعمال کر رہے ہیں۔ ہمارا دشمن کبھی نہیں چاہتا کہ اسلامی دنیا ایک دوسرے کے مسائل سے آگاہ ہو، اسلامی تحریکیں ایک دوسرے سے باخبر ہوں، ایک خطے کے مسلمان دوسرے خطے کے مسلمانوں سے خیالات و نظریات میں ہم آہنگ ہوں اور ان کے ذرائع مسلمانوں کے لیے مفید ثابت ہوں۔ دشمن کو ہر گز یہ گوارا نہیں ہے۔

ہمارے دشمن کا مؤثر ہتھیار ”میڈیا“ صرف حصول اطلاعات کا ذریعہ نہیں بلکہ کلکشن کا میدان بھی ہے اور محاذ جنگ بھی۔ دشمن کی ہر اطلاع، خبر، ڈاکو، مٹری، ٹاک شو، ڈرامہ، فلم ہر ایک پردے میں ہمارے مسلم معاشرے پر مہماری ہو رہی ہے۔ جس سے ہمارے اعلیٰ سماجی اقدار، اخلاقیات، انسانی و سماجی مہن، مہی طرح متاثر ہو رہے ہیں۔ دنیا کے مسائل اور تنازعات کو ہمارا دشمن اپنے رنگ میں پیش کرتا ہے۔ سرد جنگ کے خاتمے کے بعد امریکی سامراج ”رب اعلیٰ“ ہونے کا دعویدار ہے لہذا ہر وہ طاقت جو امریکی استعمار کے غلبہ کے راستہ میں رکاوٹ ہو سکتی تھی، دہشت گرد قرار پائی۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ اگر کوئی اسلامی تحریک مغربی طرز انتخاب کے مطابق ۸۰ فیصد ووٹ لے لیتی ہے پھر بھی وہاں جمہوریت کو ناکام باور کر لیا جاتا ہے اور جیتنے والوں کو بنیاد پرست یا دہشت گرد قرار دے دیا جاتا ہے۔ یہ تاثرات میڈیا ہی پر وان چڑھاتا ہے۔ مغربی میڈیا نہایت مہارت سے جھوٹ کو بچ اور بچ کو جھوٹ میں بدل دیتا ہے۔ اس وقت دنیائے عالم میں میڈیا دار زور و شور سے جاری ہے۔ دنیا کو ایک خاص رخ پہ ڈالا جا رہا ہے۔ یہ جنگ کن کن شکلوں میں ہو رہی ہے، طریقہ واردات کیا ہے؟ کہاں کہاں سے دنیائے اسلام اور اسلام پر حملے ہو رہے ہیں۔ کن اقدار کو تبدیل اور کن میں تشکیک پیدا کی جا رہی ہے ان پر تسلسل سے نظر رکھنا، باخبر رہنا اور ان حملوں کا توڑ کرنا ناگزیر ہے۔ اس کے بغیر غلبہ اسلام کی جنگ نہیں لڑی جاسکتی۔ انٹرنیٹ پر (دی قرآن ویب سائٹس) چل رہی ہیں جن سے معلوم نہیں کتنے لوگ گمراہ ہوں گے اور کتنے اسلام سے قربت کھو بیٹھیں گے۔ کیا مسلمانوں سے اس بارے میں سوال نہیں ہوگا؟

بھارت کی ترقی پسند خاتون شمسہ سوراہی عبوری حکومت میں وزیر اطلاعات و

نشریات میں تو پہلا حکم نامہ سٹار چینل کے مشہور سوپ آپراز (Bold and beautiful اور Santa barbra) پر پابندی لگانے کا جاری کیا۔ صحافیوں نے موصوفہ سے سوال کیا کہ آپ تو ترقی پسند رہنما ہیں، پھر مغربی ڈراموں پر پابندی چہ معنی دارد؟ انہوں نے جواب دیا کہ روشن خیالی اور ترقی پسندی کا یہ مطلب نہیں کہ ہم فحش اور بے ہودہ طریقوں کو اپنے معاشرے میں اختیار کر لیں اور اپنی تہذیبی اقدار کو ملیا میٹ کر دیں۔

Star چینل کے ایک منیجر نے ۱۹۹۴ء میں کہا تھا کہ میں اس چینل کے ذریعہ بمبئی سے خلیج تک پھیلی ہوئی مشرقی تہذیب، سماجی بدھنوں اور رشتوں کی ڈوریوں کے ختے ادھیڑ دوں گا۔

مغربی میڈیا کی کرشمہ سازیاں

○ نئے سیاسی نظام کی تشکیل میں اور اہداف کے حصول کے لیے استعمار کا اصل ہتھیار میڈیا ہی ہے۔ خلیج کی جنگ روئے زمین پر لڑی جانے والی سب سے مملکت جنگ رہی ہے۔ جنگ افغانستان سے بھی زیادہ اس کی بنیاد یہ بنائی گئی، صدر صدام حسین کو کویت پر حملہ کرنے پر اکسایا گیا۔ صدام حسین کی درندگی ظاہر کرنے کے لیے چوں کے ایک ہسپتال پر اس کی دہشت ناک مہماری کی فلم دنیا بھر میں دکھائی، پھر صدام کی فوجوں اور ٹینکوں کو سعودی عرب کی جانب پیش قدمی کرتے ہوئے دکھایا گیا جس پر سعودی عرب میں خوف کی لہر دوڑ گئی اور پھر سعودی عرب کی حفاظت کے نام پر امریکی فوجیں سعودی عرب میں اتار دی گئیں۔ جنگ کے تمام دنوں اور بعد میں بھی پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے جنگ کی فلمیں دکھا دکھا کر صدام حسین

سے دنیا کو ڈرایا جاتا رہا۔ اس طرح تمام طاقتوں کو صدام حسین کے خلاف متحد کر دیا گیا۔ یہ سارا کھیل میڈیا کے زور پر کھیلا گیا اور مقصد تیل کے عالمی ذخائر پر قبضہ تھا۔

سب سے حیران کن یہ حقیقت ہے کہ اس خونی کھیل اور درندگی کے لیے جن دو فلموں کو پیش کیا گیا، جس سے رائے عامہ ہموار کی گئی۔ عالمی اداروں سے تعاون حاصل کیا گیا۔ وہ دونوں حقیقت پر مبنی نہیں تھیں۔ یہ فلم نیو یارک کی ایک اشتہاری کمپنی نے امریکی صحرا میں تیار کی تھی۔ اس فلم کے ڈائریکٹر نے ٹیلی ویژن پر اس بات کا اعتراف کیا۔ (افتخار ایشیاء میگزین جون ۲۰۰۲ء)

○ الجزائر میں انتخابات جیتنے والی عوامی اسلامی پارٹی کو دہشت گرد جماعت کے طور پر پیش کیا گیا جبکہ الجزائری عوام کے حالات سے پوری دنیا کو بے خبر رکھا گیا اور جمہوریت کی ناکامی کا جھوٹا پروپیگنڈہ کر کے فوجی قبضہ کی راہیں ہموار کی گئیں تاکہ اسلامی جماعت کی حکومت نہ بنے پائے۔ اس کام میں بی بی سی اور سی این این کی فلموں نے نمایاں کردار ادا کیا۔

○ تاجکستان کی پوری تحریک سے ہی دنیا کو بے خبر رکھا گیا۔

○ اسلام کے احیاء اور عالمی اسلامی تحریکوں کو بھیا د پرستی اور دہشت گردی سے منسلک کرنے کا سارا عمل یہودی و نصرانی میڈیا کے ہاتھوں سرانجام پاتا ہے۔

○ مقبوضہ کشمیر میں ہندوؤں کا تشدد اور دہشت گردی دنیا کے سامنے لانے سے گریز کی پالیسی برسوں سے چل رہی ہے جبکہ مجاہدین کو درانداز، چھاپہ مار اور دہشت گرد کے نام سے متعارف کرانا بھی پالیسی کا حصہ ہے۔

○ فلسطین میں اسرائیل کی دہشت گردی، قتل و غارت گری اور انتہائی ظلم و جور سے آنکھیں بند کر کے آزادی کی جدوجہد کرنے والوں کو دہشت گرد قرار دیا۔

○ میڈیا و ارمی میں مغرب کا سب سے بڑا حلیف بھارت ہے خصوصاً ثقافتی جنگ میں بڑے پارٹنرز کا کردار ادا کر رہا ہے اور سب سے زیادہ اثرات پاکستانی معاشرہ پر ڈالنے میں ہمہ تن مصروف عمل ہے۔

میڈیا کی جو تصویر اوپر بیان کی گئی یہ ”مشت نمونہ“ کے طور پر ہے۔ مغربی میڈیا کے اثرات سے مقابلہ مسلم عوام کی سیاسی بیداری سے ممکن ہے۔ یہ اسلامی تحریکوں کا فرض اولین ہے کہ عوام میں شعور پیدا کریں۔

دوسرا اہم کام اقوام مسلم کا یہ ہے کہ میڈیا کے میدان میں خالص اسلامی و سیاسی شعور سے آراستہ ایک ٹیم تیار کریں جو کفر کے حملوں کا توڑ کر سکے۔ آنکھیں بند کر لینے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔

تیسرا اہم کام میڈیا (ذرائع ابلاغ) اداروں پر مسلم عوام کا سیاسی و سماجی دباؤ ہے۔ جس سے دب کر یہ ادارے دشمن کا دست راست بننے سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ (باستفادہ مضمون ایف راضی، بشکریہ افکار ایشیاء ۲۰۰۲ء)

علامہ اقبال مرحوم نے کتنا اچھا کہا تھا ۔

دنیا کو ہے پھر معرکہ روح و بدن پیش

تہذیب نے پھر اپنے درندوں کو ابھارا

اللہ کو پامردی مومن پہ بھروسہ

ابلیس کو یورپ کی مشینوں کا سہارا

پاکستانی میڈیا کی اسلامی اقدار پر کاری ضرب اور

متوقع نتائج

سابق ہندوستانی وزیراعظم راجیو گاندھی کی بیوہ سونیا گاندھی کا یہ مبنی بر حقیقت بیان ہماری آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی ہے جو کچھ عرصہ قبل ہمارے اخبارات کی زینت تھا۔

”ہماری ثقافتی یلغار نے پاکستان کی بنیادیں کھوکھلی کر دی ہیں۔ بھارت نے ایسی جنگ جیت لی ہے جو ہتھیاروں سے جیتنا ممکن نہ تھی۔ آج پاکستان کا چہ چہ ہندوستانی ثقافت کا دلدادہ ہے، پی ٹی وی نے ہمارا کام آسان کر دیا۔“

سونیا گاندھی کے اس سوہنے اور سچے بیان کی تصدیق کرنا ہو یا پاکستان کے ”روشن خیال“ مسلمانوں کی اخلاقی حالت کا مشاہدہ کرنا ہو تو پی ٹی وی کے مختلف پروگراموں کو دیکھ لیں۔ فحاشی، عریانی، ناچ گانے، ڈسکو اور پاپ میوزک کے بے ڈھنگے مظاہرے، ہر ڈرامہ کا مرکزی کردار عورت اور جنسی جذبات بھڑکانا۔ فلمیں تو چند قدم اور آگے ہیں۔ حکومت پاکستان نے پی ٹی وی اور اس کے دیگر برادر چیملز کی باگ ڈور ایسے آزاد خیال اور مغرب زدہ لوگوں کے ہاتھوں میں تھما دی ہے جن کی ”رعنائیوں“ اور ”صلاحیتوں“ کے سامنے مغربی اور ہندوانہ تہذیب بھی ہاتھ باندھے کھڑی نظر آتی ہے۔ سونیا کے جاندار تبصرے کے بعد پاکستان کو اپنا قبلہ درست کر لینا چاہیے تھا۔ مگر اس ”حوصلہ افزائی“ سے ارباب پی ٹی وی اور زیادہ دلیر ہو گئے۔ حیرت ہے کہ 15% مغرب زدہ عوام کی خواہشات کی تکمیل کی خاطر 85% مذہب مسلمانوں کے ”اسلامی پاکستان“ کے ساتھ یہ گھناؤنا مذاق جاری ہے۔ اخلاقی حدود سے تجاوز کے نتائج کیا ہوتے ہیں! امریکی مفکر رائٹ

ماسکن کے الفاظ ہیں :

”ہماری نسل تمام اخلاقی پابندیوں سے آزاد ہو چکی ہے۔ یہ آزادی سے شراب پیتی، جوا کھیلتی اور باہم جنسی روابط قائم کرتی ہے۔ نخبہ پور ملک اخلاقی بحران کا شکار ہو چکا ہے۔ آپ کو جاہلیات کے عادی نوجوان، حاملہ دوشیزائیں، کنواری مائیں، اور حرامی بچوں کے غول کے غول نظر آئیں گے۔ اگر یہ صورت برقرار رہی تو امریکہ جرائم پیشہ اوباشوں اور وحشیوں کا ملک بن جائے گا۔“

کیمبرج یونیورسٹی کے پروفیسر جی ڈی انون نے برسوں، کلچر، جنس اور میڈیا کے اثرات پر تحقیق کی۔ مرد و زن کے آزادانہ اختلاط اور بے لگام جذبہ جنس کا تہذیب پر کیا اثر پڑتا ہے۔ چنانچہ اسی (۸۰) اقوام کا مطالعہ کرنے کے بعد چھ سو صفحہ کی کتاب ”سیکس اینڈ کلچر“ کے نام سے لکھی۔ وہ لکھتے ہیں :

”جنس اور کلچر کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ جذبہ جنس پر قابو پانے کے بعد انسان میں ایک خاص قسم کی توانائی پیدا ہو جاتی ہے جس سے کسی بلند نصب العین کی تکمیل کا کام لیا جاسکتا ہے۔ جو لوگ عیاشی اور شہوت زنی میں پڑ جاتے ہیں ان کی توانائی اتنی کم ہو جاتی ہے کہ وہ کوئی بڑا کام مثلاً ایجاد، تخلیق، تصنیف، تسخیر وغیرہ سرانجام نہیں دے سکتے۔ ان کی بھیرت دھندلا جاتی ہے۔ قدیم زمانے میں سمیریوں، بائیبلیوں اور مصریوں کا عروج ہو یا ساتویں صدی میں قیصر و کسریٰ پر عربوں (مسلمانوں) کی یلغار، سب اسی اخلاقی توانائی کے سرچشمے تھے جبکہ دوسری طرف جنسی آزادی اور بے راہ روی تباہی اور شکست کا سبب بن جاتی ہے۔“

اسپین کے آخری مسلم فرمانروا ابو عبد اللہ کا ایک جملہ بڑا عبرت آموز اور بصیرت افروز ہے جو اس نے الحمراء سے نکلتے وقت کہا تھا۔ وہ جملہ یہ تھا کہ : ”جاؤ

ان قلعوں پر قبضہ کر لو جن کو اللہ تعالیٰ نے ہماری بد اعمالیوں (عیاشیوں اور تن آسانیوں) کی وجہ سے ہمارے قبضے سے نکال کر تمہارے قبضے میں دے دیا ہے۔"

لہٰذا انہوں نے خطا کی صدیوں نے سزا پائی۔

موسیقی و عریانیت کے اجتماعی دنیوی نقصانات

فاشی اور عریانیت کا جو سیلاب میڈیا لارہا ہے اس کی مثال پہلے ادوار میں کہیں نہیں ملتی لیکن اس رجحان کی بڑھتی ہوئی مقبولیت اور نقصانات سے انسان ہمیشہ آگاہ رہا ہے۔ قدیم و جدید مفکرین نے اپنی قوم کو ہمیشہ اس کے نقصانات بتائے۔ چنانچہ ہولاک ایلس لکھتا ہے: "انسان کے جنس جذبہ کو میدان کرنے میں آواز، نیز موسیقی کو بڑا دخل ہے اور اس موضوع پر موٹ (Moot) کی رائے سے اتفاق کیا جاسکتا ہے کہ قوت سامعہ کے ذریعے جنسی اکساؤ جتنا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے اس سے کہیں زیادہ واقع ہو سکتا ہے۔"

قرآن کریم نے اسی حقیقت کے پیش نظر امہات المؤمنین اور مسلمان خواتین کو یہ حکم دیا ہے کہ "جب تم اللہ سے ڈرتی ہو تو اپنے لہجے میں ایسی لوج اور نرمی مت اختیار کرو کہ (اس سے) ایسے شخص کو خیال فاسد پیدا ہونے لگے جس کے دل میں خرابی ہے۔ اور حیا اور عفت کے قاعدے کے مطابق بات کیا کرو۔" (ملاحظہ ہو سورۃ احزاب)

اسلام نہ صرف زنا کو حرام قرار دیتا ہے بلکہ اس کے دواعی کو بھی حرام کرتا ہے اور ایسی تمام اشیاء اور امور پر کڑی پابندی لگا دیتا ہے جو آگے چل کر زنا کا سبب بن سکتے ہوں۔ اس لیے غیر محرم عورتوں یا مردوں کو دیکھنا ان کے ساتھ تنہائی میں اٹھنا بیٹھنا، ہنسی مذاق کرنا سب حرام ہیں۔ غنا، رقص و سرور اور موسیقی کی

حرمت کا بھی بڑا سبب یہی ہے۔

موجودہ زمانے میں تمام مملکتیں مٹاؤں، بلڈ پریشر، دماغی امراض اور نفسیاتی عوارض وغیرہ کا سبب آوارگی، آزادی، فحاشی اور اسلامی تعلیمات سے روگردانی ہے۔ آج کل ایک اشتہار ”ایڈز سے چاؤ کے لئے اپنے شریک حیات تک محدود رہیں۔“ چلتا ہے۔ جبکہ اسلام صدیوں سے یہی تعلیم دیتا آ رہا ہے۔ یہودہ موسیقی اور ٹی وی پر پروگرامات کے علاوہ اخبارات و رسائل کے بعض ایڈیشن بھی اسلامی اقدار کو مسخ کر کے معاشرے کو مجموعی طور پر خود کشی کی طرف دھکیل رہے ہیں۔

اسلام اور مغرب کی تہذیبی کشمکش اور اسلام کا رویہ
جب سے اسلام اور یورپ کا آمناسا منا ہوا ہے اسی وقت سے عیسائیت نے اسلام کے خلاف اپنی جنگ کا آغاز کر دیا تھا۔ مغربی اسلام دشمن قوتیں اچھی طرح جانتی ہیں کہ مسلمان آج جتنے کمزور ہیں پہلے نہ تھے۔ وہ سیاسی، معاشی، فوجی اور ٹیکنالوجی کے اعتبار سے یورپ کا مقابلہ کرنے کے قابل نہیں، لیکن اس کے دانشور اسی بات کی رٹ لگائے ہوئے ہیں کہ اسلام کا احیاء اور مسلمان (اس کے الفاظ میں فنڈامنٹلزم) مغرب کی تہذیب اس کی طرز زندگی، اس کی اقدار اور اس کی آج تک کی حاصل کردہ ”ترقی“ اور تہذیبی نشوونما کے لیے بہت بڑا خطرہ ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ رسالت محمدیؐ کی وجہ سے۔

جاننا ہوں میں مشرق کی اندھیری رات میں
بے یو بیضا ہے پیرانِ حرم کی آستین
عصر حاضر کے تقاضوں سے ہے لیکن یہ خوف

ہو نہ جائے آشکارا شرع پیغمبرؐ کہیں
الحدّر آئین پیغمبرؐ سے سو بار الحدّر
حافظ ناموس زن 'مرد آزما' مرد آفریں

اس مقالہ میں زیادہ تفصیل سے یورپ کی ہزار سالہ مخالفت کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔ تاہم یہ عرض ہے کہ آج بھی مغرب اسلام اور اسلامی اقدار کا اسی طرح مخالف ہے جس طرح پہلے تھا۔ آج بھی لندن کا ہفت روزہ "اکنامسٹ" لکھتا ہے:

"دنیا کی قیادت کے لئے مغربی تہذیب کا حریف ایک ہی ہو سکتا ہے، وہ ہے اسلام۔ اس سے مغرب کا تصادم ہو سکتا ہے؟ اس لئے کہ اسلام ایک نظریہ ہے۔ آج کی دنیا میں اپنی نوعیت کا واحد نظریہ۔ یہ نظریہ انسانی تجربے اور مشاہدے سے ماوراء حق کے وجود کا مدعی ہے۔ اس کے نزدیک وہ حق ہے جو چودہ سو سال پہلے محمد ﷺ پر نازل ہوا اور قرآن کی صورت میں موجود ہے۔ ایک تہذیب کے غلبے اور قوت کے لئے ایسے الحاق پر یقین کی قوت کے برابر کوئی قوت نہیں، اسی لئے یورپین اسلام اور مسلمانوں سے خائف ہیں۔ انہیں خطرہ ہے کہ ایک نئی سرد جنگ آرہی ہے جو غالباً سرد نہ رہے گی۔"

جی ایچ جان سن مصنف (The Militant Islam) کے مطابق دنیائے اسلام کی سیاسی موت کے باوجود مغربی ممالک میں مسلمانوں کے اتحاد کے خیال سے اب تک وہاں کے باشندوں کے بدن میں سنسنی آنے لگتی ہے (اس سنسنی کے نتیجے میں مذکورہ کتاب خود ایک ثبوت ہے)۔

اس میں شک نہیں کہ دنیا کا کوئی بھی مذہب ایسا نہیں جو جدید حالات سے

متاثر نہ ہوا ہو۔ لیکن دنیا کے سارے مذاہب کی نسبت سب سے زیادہ محفوظ و مامون اور مقابلہ کرنے والا مذہب اسلام ہے باقی سب نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ محض سیاسی لحاظ سے عیسائیت کے نام لیوا قوت دکھاتے ہیں۔ لیکن اعتقادی لحاظ سے اس مذہب نے میدان سے ہٹ کر اپنا حلیہ بدل لیا ہے۔ دنیاوی لحاظ سے وہ کامیاب ہے اور اس کی وجہ جدید تحقیقات اور آلات کی چمک دمک ہے۔ نئی صنعت نئے علوم و فنون کو علیحدہ کر دیا جائے۔ تو عیسائیت میں کچھ باقی نہیں ہے۔ اس کے برعکس دنیا بھر کے مبصر حیران ہیں کہ آج بھی دنیا بھر کے مسلمان اسلامی طرز حکومت کے طلبگار ہیں۔ اس لحاظ سے اسلام ایک قوت ہے جو اب تک مقابلوں کی ہمت رکھتی ہے۔ پچھلے تین سو سال سے مغرب کی لگا تار یورش میڈیا اور ثقافتی یا غار سے مسلمانوں نے بہت نقصان اٹھایا، لیکن اب بھی وہ نشاۃ ثانیہ کے آرزو مند اور اسکے لئے کوشاں نظر آتے ہیں۔

آج سے صدیوں پہلے سلطان صلاح الدین ایوبی کے ملک پر سارے یورپ نے مل کر چڑھائی کی تھی اور اس کے ہاتھوں زبردست شکست کھائی۔ اس شکست کو آج تک مغربی ممالک نہیں بھولے۔ یہاں تک کہ ۱۹۲۰ء میں ایک فرانسیسی جنرل نے مشرق وسطیٰ میں فتح کے بعد مسجد امیہ کے دروازے پر جا کر باوازی بلند کہا ”صلاح الدین سن لو..... ہم واپس آگئے ہیں۔“

اہل مغرب کی ہر طرح کی سازشوں اور اسلامی تہذیب و اقدار کو بدل دینے کی سعی نامتتام کے باوجود ’موجودہ مغربی تہذیب کے بارے میں اسلام کا رویہ وہی ہے جو اس سے قبل دوسری تہذیبوں کے بارے میں رہا ہے۔ اسلام کسی کی خولی سے انکار نہیں کرتا مگر وہ اس کے لائے ہوئے فساد اور خرابیوں کو بھی ہرگز

قبول نہیں کرتا۔ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو کبھی مادی یا سائنسی میدانوں میں آگے بڑھنے سے نہیں روکا بلکہ تعلیم و ترقی اور کائنات کے مخفی خزانوں کو تلاش کرنے اور استعمال میں لانے کا جتنا حکم اسلام نے دیا ہے، کسی اور قوم کو اس کے مذہب نے اتنا حصول تعلیم پر یقیناً نہیں اکسایا۔ اسلام نے دوسری تہذیبوں کو شخصی یا نسلی تعصبات کی نظر سے کبھی نہیں دیکھا، اسلام تو وحدت انسانیت کا علمبردار ہے۔ اسلام تو ان غیر مسلموں کی حالت زار پر افسوس کرتا ہے جو اخلاقی اور انسانی قدروں کو پائمال کرتے ہوئے تباہی کے گڑھوں میں گرتے چلے جا رہے ہیں۔

اسلام جدید ایجادات اور ترقی کے خلاف نہیں (جیسا یورپ کا پروپیگنڈہ ہے) بلکہ اسلام جو کچھ چاہتا ہے وہ بس اتنا ہے کہ ان آلات، ہتھیاروں، مشینوں کو انسانیت کی فلاح کے لئے استعمال کیا جائے۔ وہ تو بے جان آلات ہیں، ان کا صحیح یا غلط استعمال ہی ساری دنیا پر اثر انداز ہوتا ہے۔

اسلام اور یورپ کی ساری کشمکش کا دار و مدار اسی نکتے کے گرد گھومتا ہے کہ اسلام آدمیت، انسانیت اور اعلیٰ روحانی و روحانی اوصاف چاہتا ہے جبکہ مغرب اس کے برعکس بے خدائی، فحاشی و عریانی اور حیوانی صفات کا علمبردار بنا ہوا ہے۔ یعنی دو گروہ خیر و شر کے معرکے میں حزب اللہ اور حزب الشیطان کی حیثیت سے ہمیشہ ایک دوسرے کے مد مقابل رہے ہیں۔ اب وہ نیا جال لے کر اسلامی اقدار کا شکار کرنے منظر دنیا پر جلوہ گر ہیں۔ امت مسلمہ کو ان پرانے شکاریوں کے دام فریب سے چھٹا ہوگا۔

کیا اسلام ترقی اور جدت پسندی کا مخالف ہے؟

یہود و ہندو اور نصاریٰ نے ترقی اور جدت پسندی کی آڑ میں ادب و صحافت اور

ذرائع ابلاغ (میڈیا) کے ذریعے اسلامی اقدار پر حملہ کرنے کے بعد نئی نسل کے ذہن میں یہ سوال بھی پیدا کر دیا ہے کہ اسلام ترقی اور جدت پسندی کا مخالف ہے۔ ورنہ یہ فاشی و عریانی انسانی ترقی اور جدت پسندی ہے۔ اس سوال کا مختصر اجازہ اور جدت پسندی کی حدود کا اسلامی نقطہ نظر سے ذکر کیا جاتا ہے۔

اسلام جو کہ دین فطرت ہے کسی ”جدت“ پر بحیثیت ”جدت“ کوئی پابندی عائد نہیں کرتا بلکہ ہر اوقات اسے مستحسن قرار دیتا ہے اور اسکی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ اگر جدت پسندی کا جذبہ نہ ہو تا تو انسان پتھر سے ایٹم بم تک، اونٹوں اور میل گاڑیوں سے بحری اور فضائی جہازوں تک نہ پہنچتا۔ جدت پسندی ہی ہے کہ انسان چاند تاروں پر کمندیں ڈال رہا ہے۔ یہ ساری مادی ترقیاں اسی جذبے کی مرہون منت ہیں۔

لیکن یہ بھی مسلمہ حقیقت ہے کہ جس طرح جدت پسندی نے انسان کو بام عروج تک پہنچایا، مادی ترقی کے اعتبار سے اسی طرح انسان کو بہت سارے تباہ کن نقصانات سے بھی دوچار کیا ہے۔ اسی جدت پسندی نے آج پوری دنیا کو عریانی اور فاشی کے سیلاب و بحر میں دھکیل رکھا ہے۔ اسی جدت پسندی نے برطانیہ کے دارالعوام سے تالیوں کی گونج میں ”ہم جنس پرستی“ کا قانونی جواز حاصل کیا، جس پر برطانیہ کی ایک خاتون رکن پارلیمنٹ نے کہا تھا: ”افسوس عورتوں کا یہ حق بھی مردوں نے چھین لیا۔“ کیا یہی جدت پسندی ہے جسے بطور دلیل استعمال کر کے محرم عورتوں سے شادی رچانے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ اب اس طرح کے فاسد خیالات مغرب سے درآمد ہو کر ہمارے وطن عزیز میں بھی پرورش پا رہے ہیں۔ قارئین کو یاد ہو گا کہ کچھ عرصہ قبل ہمارے دو ”فلمی ستاروں“ نازیہ حسن اور

زوجہ کے لئے اور بھائی نے بیان دیا تھا کہ ہم بھی بھائی نہ ہوتے تو آپس میں شادی کر لیتے۔ غور کیجئے کہ آخر انہیں بھی بھائی ہو کر آپس میں شادی کا خیال کیوں آیا؟
 وہی الہی سے آزاد ہو کر عقل انسانی کی مثال آوارہ حیوان کی سی ہو جاتی ہے کہ ہر حد سے زیادہ عقل پڑا، جہاں ہر دیکھائی دیا چہ نے لگا۔ ایک اور آخری مثال عورت کے ساتھ پیش کروں گا جس کی روشنی میں بے لگام ترقی اور ہدایت پسندی کی پوزیشن ابھی طرح آشکارا ہوتی ہے۔ فرق باطلہ کے مشہور لیڈر عبید اللہ العبرہ والی نے اپنے ایک کتاب میں لکھا ہے:

”اس سے زیادہ قہر کی بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ ایک شخص عقل کا عموماً دار ہونے کے باوجود ایسی حماقتیں کرتا ہے کہ اس کے پاس نہایت خوبصورت بھی یا بیڈی موجود ہوتی ہے اور خود اس کی بیوی اتنی حسین نہیں ہوتی مگر وہ اس خوبصورت بھی یا بیڈی کو اپنے اوپر حرام قرار دے کر کسی انجلی سے میاہ دیا ہے۔ حالانکہ ان جاہلوں کو اگر عقل ہوتی تو وہ یہ سمجھتے کہ ایک انجلی شخص کے مقابلے میں اپنی بھی یا بیڈی کے وہ زیادہ حق دار ہیں۔ اس بے عقلی کی وجہ دراصل یہ ہے کہ ان کے آگے ان پر عمدہ چیزوں کو حرام قرار دیا ہے۔“ (الفرق بین الفرق لعبد القاهر البغدادی، ص ۷۹ طبع مصر)

اس گناہی عہد اور شیطانی عقل پر جتنی مہار ہے، لعلت سمجھتے رہتے ہیں اور سوچتے کہ اس کا کیا خالص عقلی جواب ہے؟ چنانچہ آج مغربی طرز فکر میں عہد سے اور بیڈی سے شادی کے مکروہ آوازے آہستہ آہستہ باندھ رہے ہیں۔ ایسی ہدایت پسندی کے خلاف جیسا اسلام ہے، کبھی کوئی بھی انسانی معاشرہ اس قسم کی ہدایت اور ترقی کا روادار نہیں ہو سکتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہدایت پسندی بھی دودھاری

تکوار کی طرح ہے جو انسانیت کو قائم بھی پہنچا سکتی ہے اور اس کا کام بھی تمام کر سکتی ہے۔

مغربی تمدن کا دلدادہ طبقہ اور ان لعنتوں کو وقت کا تقاضا اور ترقی کا سبب قرار دینے والا طبقہ ”جدت پسند“ کہلاتا ہے۔ لیکن حیرت ہے کہ فکر و عمل کے میدان میں وہ مغرب کے ان ہی فرسودہ نظریات کا پرچار کر رہا ہے جنہوں نے مغرب کو سلگتے ہوئے داغوں کے سوا کچھ نہیں دیا۔ مولانا ٹمس الحق افغانیؒ اپنے ایک مضمون ”ترقی اور اسلام“ میں لکھتے ہیں:

”ترقی سے ہمارا زوال ترک اسلام کا نتیجہ ہے، ورنہ اسلام اور ترقی تو لازم و ملزوم ہیں۔ اس آیت کے مطابق تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ تمام جدید آلات میں اتنی ترقی کریں کہ اگر مسیحی اقوام سے سبقت نہ لے جا سکیں تو کم از کم ان کے مساوی ضرور ہوں۔ اور عالم اسلام اس کے لیے اپنی پوری قوت استعمال کرے۔“ (الحق ستمبر ۱۹۶۷ء)

شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ بھی اسی بات کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”تم نے یورپ سے صرف بد عملی اور بد تمیزی سیکھی، وہ تو ایک منٹ میں ایک جہاز بنائیں، بے شمار راکٹ اور بم بنائیں۔ یہود کو چھانٹنے کے لئے اربوں روپے جمع کریں، اور ہم اپنی خردمستیوں میں جھلار ہیں، اجتماعی مقاصد کو بالکل بھول جائیں تو اس کا انجام ہلاکت کے سوا آخر کیا ہوگا؟“ (الحق جولائی ۱۹۶۷ء)

خلاصہ کلام یہ کہ اسلام، علماء اور اقوام مسلم کے دانشور جدت اور ترقی کے مخالف نہیں ہیں۔ مصنوعات و ایجادات خواہ قدیم ہوں یا جدید وہ سب اللہ کی عطا کردہ نعمتیں ہیں انسان انہیں انسانیت کی فلاح کے لئے استعمال کرے نہ کہ تباہی۔

مبادی کے لئے۔ نیز تعمیر و ترقی کے لئے مغرب کی تقلید ضروری نہیں بلکہ مسلمانوں کو نبی کریمؐ نے یہود و نصاریٰ کی تقلید، ان کی وضع قطع اختیار کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔ حدیث بخیر ہے۔ من تشبه بقوم فهو منهم۔
 بول اسد ملتانی۔

کی مسلمان نے ترقی جو فرنگی بن کر
 یہ فرنگی کی ترقی ہے مسلمان کی نہیں

مسلم ممالک میں فیملی پلاننگ (خاندانی منصوبہ
 بندی) اسلامی اقدار کے لئے خطرہ

مسلم ممالک میں مسلمانوں کی آبادی کم کرنے کے لئے عالمی سطح پر جو
 سامراجی کوششیں ہو رہی ہیں، انہیں نظر انداز کر دینا کوئی عقل مندی کی بات نہ
 ہوگی۔ اس مقصد کے لیے سرکاری خزانے، عالمی تنظیمیں اور مختلف سرمایہ دار
 ادارے بڑی بڑی رقوم فراہم کر رہے ہیں۔ مغربی ممالک خصوصاً امریکہ دکنش
 نغروں کے پردے میں اپنے اہداف اور مفادات کی جنگ لڑتا ہے۔

اپریل ۱۹۷۳ء میں ہنری کسنجر نے تحریک کی قیادت کرتے ہوئے کہا کہ
 مسلم و عرب ممالک کی بڑھتی ہوئی آبادی (طاقت) کا مطالعہ کیا جائے۔ چنانچہ یہ
 یادداشت (NSSM) نیشنل سیکورٹی سٹڈیز میمورنڈم کہلائی۔ اس دستاویز کو خفیہ
 رکھا گیا، کیونکہ یہی امریکی مفاد میں تھا۔ اس میں برازیل، نائیجیریا، انڈونیشیا، پاکستان،
 بھارت، ترکی، ایتھوپیا اور عرب ممالک میں مسلم نوجوانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کو
 یورپ نے اپنے لیے بڑا خطرہ قرار دیا۔ اس میں مختلف اندیشے ظاہر کئے۔ مثلاً
 ”مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی آبادی سے دنیا میں طاقت کا توازن بگڑ جائے گا۔ عالمی

سیاست پر مسلمانوں کا تسلط ہو جائے گا۔ بنیادی 'اقتصادی ڈھانچے' قوت و وسائل
 اور روزگار پر مسلمانوں کا قبضہ ہو جائے گا۔ فوجی قوت میں اضافہ مسلمانوں کے حق
 میں جائے گا۔

اس معاملے میں مختلف آراء دی جا سکتی ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسلامی
 نقطہ نظر سے ہر پیدا ہونے والا چھ اپنا رزق لے کر آتا ہے۔ مغربی ممالک کا
 خوشحالی اور فراوانی کا پردہ پیگنڈا محض مسلمانوں کے دل بھلاوے کے لئے ہے۔
 اسلام نے محض مخصوص سورتوں میں بے شک اسقاطِ حمل کی اجازت دی ہے۔ مگر
 اس وقت اس موضوع پر ہمیں 'بندہ مغرب' کی اسلامی اقدار پر یلغار کے حوالے سے
 بات کی جارہی ہے۔ آئیے خاندانی منصوبہ بندی کے تناظر میں چند پہلوؤں پر غور
 کرتے ہیں تاکہ فیملی پلاننگ کے نتیجے میں مسلمانوں پر کس سازش کے تحت غلبہ
 پانے کا منصوبہ ہے؟ آشکارا ہو۔

۱۔ اگر بھارت میں پچھلے سو سال سے زور دار فیملی پلاننگ ہوتی تو شاید پاکستان نہ
 بن سکتا۔

۲۔ افغانستان میں گزشتہ پچاس سال سے زور دار فیملی پلاننگ ہوتی تو جمہور
 افغانستان کا رخ ہی دوسرا ہوتا اس وقت روسی چھاؤنیاں ہماری سرحدوں پر
 قائم ہوتیں۔

۳۔ روس کے زیر تسلط مسلم اکثریت کی ریاستیں نہ ہوتیں تو آج آزادی کی بجائے
 وہ روس یا عیسائیت کی غلامی کے دم بھرتی نظر آتیں۔

۴۔ اگر کشمیر کے مسلمان ہماری اکثریت میں نہ ہوتے تو یہ سوال ہی نہ اٹھتا کہ ہم
 بھارت سے علیحدگی چاہتے ہیں۔

۵۔ دلچسپ صورتحال یہ ہے کہ امریکہ میں کالا سلیاب تیزی سے بڑھ رہا ہے۔
 خصوصاً مسلمان۔ کالوں کا کہنا ہے کہ چند ہی برس بعد ہماری تعداد بڑھ جائے
 گی اور ہم دونوں کے دور سے صدر کے انتخاب اور پالیسیوں پر اثر انداز ہو
 سکیں گے۔

یہی وہ وجوہات اور دور رس پالیسیاں ہیں جن کی تکمیل کے لئے مسلم ممالک کو
 خیر خواہی اور خوش کن نعروں کی صورت میں رقوم مل رہی ہیں۔ حیرت ہے کہ
 ہمارا صاحب اقتدار طبقہ نہیں سمجھتا کہ عراق میں بے گھر ہونے والے مسلمانوں اور
 پاکستان کو مستقبل میں بھوک اور افلاس سے چھانے کے منصوبے بن رہے ہیں۔
 افسوس راقم۔

زہر ہلال کو کہہ نہ سکا

کے مصداق عکروں کی طرح آنکھیں بند نہ کر سکا اور حقیقت مختصر انش کی۔

مندرجہ بالا مقاصد کے حصول کے لیے ٹی وی ریڈیو اخبارات و رسائل حتیٰ
 کہ لیڈی ہیلتھ ورکرز، نوجوان لڑکیاں گھروں میں جا کر لیکچر ز اور مانع حمل ادویات
 اور غلاف (کنڈوم) تقسیم کرتی پھر رہی ہیں۔ اس طرح یورپ کے منصوبوں کو خود
 اس کے آلہ کار اور تنخواہ داری کر ہم مسلمان پاپے تکمیل تک پہنچا رہے ہیں۔ یورپ
 اس طرح مسلمانوں کو اخلاقی، جنسی بے راہ روی، اسلامی اقدار کے خاتمے اور
 عربیت و فحاشی کی تعلیم دے رہا ہے اور ساتھ اپنے غنیہ منصوبے پر عمل کر رہا ہے
 تاکہ کسی بھی وقت مسلمان عددی اکثریت کے باعث غالب نہ ہو جائیں۔

قومی زوال سے بچاؤ اور اسلامی اقدام کا قیام

قومی زوال سے چھاؤ اور اسلامی اقدار کا قیام کیسے ممکن ہے؟

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

قومی زوال سے چھاؤ اور اسلامی اقدار کے از سر نو قیام پر گفتگو سے قبل اپنے
گرمیاں میں ذرا جھانک کر دیکھیے کہ آیا ہم واقعی مسلمان ہیں؟ بائی چانس اور بائی
چوائس میں بڑا فرق ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ بائی چانس ہی سہی ہم مسلمان تو ہیں مگر
ہماری فلاح و نجات صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب ہم اپنے انداز و اطوار
بھی قرآن و سنت کے مطابق ڈھال لیں گے۔ گزشتہ صفحات میں دلائل کے ساتھ
یہ بات ثابت کی گئی تھی کہ اس دور میں امت مسلمہ کو سوچے سمجھے منصوبے کے
تحت میڈیا کی یلغار سمیت مختلف طریقوں سے تباہی و بربادی کی طرف دھکیلا جا رہا
ہے۔ لیکن اس جہان نو کی لگام خود ہمارے ہاتھ میں ہے، ہم جیسے چاہیں اسے موڑ
سکتے ہیں۔ تو پھر کیوں نہ ہم زمانے کو آپ کے اسوہ حسنہ کی روشنی میں، نیکیوں کو
رواج دے کر بُرائیوں سے بچ کر، ایک گائیڈ لائن فراہم کریں۔ اس کے لئے چند
تجاویز تحریر کی جا رہی ہیں، جن پر عمل کرنا نہایت آسان ہے۔

- ۱۔ اغیار کی تقلید چھوڑ کر اسلامی روایات کو ”فیشن“ اور رواج بنائیں۔
- ۲۔ مقتدر طبقہ (حکمران) بلکہ ہر شعبے کا سربراہ خود اسلامی اقدار کی پاسداری
کرتے ہوئے نمونہ فراہم کرے۔ (الناس علی دین ملوکہم) لوگ اپنے
فرمانرواؤں کے دین پر چلتے ہیں) یہ مسلمہ حقیقت ہے جیسے لیڈر کرتے ہیں،
عوام بھی ویسے ہی کرتے ہیں، ہمارے معاشرے کے اسلامی اقدار سے ہٹنے
کی بڑی وجہ یہی ہے کہ اس کے حکمران اسلام کا نام استعمال کر کے اسلامی
احکامات کے خلاف عمل کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ یقیناً ہر شعبے کا سر

براہ ملت کی ڈوبتی ناؤ کو اپنے کردار، عمل اور اسلامی اقدار قائم کر کے چا سکتا ہے۔

۳۔ ٹی وی، اخبارات اور رسائل سے فحاشی، عریانی کا خاتمہ کر کے اس کی جگہ اسلامی اقدار کو فروغ دیا جائے یعنی چادر و دوپٹہ اور حیا دار لباس میں پروگرامات دکھائے جائیں، یقیناً معاشرہ بڑی تیزی سے اپنی گمشدہ میراث بحیثیت مسلمان فخر سے قبول کرے گا۔

۴۔ فلموں، ڈراموں اور دیگر تفریحی پروگرامات میں اسلامی کلچر کو فروغ دیا جائے۔ فحاشی و عریانی، دھوکہ دہی، فریب اور جھوٹ کے بجائے شرم و حیا، سچائی، دیانت و امانت کے اعلیٰ نمونے دکھائے جائیں جبکہ غیر ملکی عریاں فلموں پر سختی سے پابندی لگائی جائے۔

ذرائع ابلاغ (میڈیا) جس طرح معاشرے کو بگاڑ سکتا ہے اس سے کہیں جلد سنوار بھی سکتا ہے۔ اسلامی اقدار کے تحفظ کے لئے سب سے اہم رول اس دور میں میڈیا کا ہی ہو سکتا ہے۔

۵۔ تعلیم کے میدان میں اصلاحات کی جائیں۔ مردوں اور خواتین کے تعلیمی ادارے الگ الگ ہوں، نصاب تعلیم میں اسلام کا نظام حکومت و سیاست، عدل و انصاف اور نامور و بہادر سپہ سالاروں کے کارناموں کا ذکر کیا جائے۔ موجودہ مغربی تعلیم پر حضرت اقبالؒ نے طنز کرتے ہوئے فرمایا تھا:

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن

اس علم کو کہتے ہیں اباب نظر موت

۶۔ مندرجہ بالا چند تجاویز بطور نمونہ ہیں لیکن سب سے بڑا چیلنج جو درپیش ہے وہ

میڈیا کی یلغار ہے۔ اس کا مقابلہ میڈیا ہی کر سکتا ہے۔ مسلم دانشوروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسلامی اقدار کو ”تہذیب بے خدا“ کے ہاتھوں قتل ہونے سے چائیں۔ ورنہ کوفہ، بغداد اور سرقد و خوار کی طرح پاکستان کو بھی عبرتناک انجام سے دوچار ہونا پڑے گا۔

اسلامی اقدار، درپیش چیلنجز اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ
مسلمان معاشروں میں مغربی تہذیب کے سلسلے میں متضاد رویے ہیں جبکہ اسلامی تحریک کے نتیجے میں اسلامی اقدار اور روایات عالمی توجہ کا مرکز بنی ہوئی ہیں۔ اسلامی نشاۃ ثانیہ کے حوالے سے اس عمومی صورتحال میں تبدیلی یا بہتری اس وقت تک ممکن نہیں جب تک مسلم قائدین اور اہل دانش روزمرہ چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ایمان اور تدبیر کے ساتھ حکمت اور نیا لائحہ عمل اختیار نہ کریں۔ اگر مسلمانوں نے غفلت برتی تو طاقتور ممالک مثلاً امریکہ، یورپی ممالک، روس، چین اور جاپان وغیرہ، نیز نئے صنعتی ممالک ہر شعبے میں مسلمانوں کا کردار محدود کر دیں گے۔

غیر مسلم طاقتوں کو مسلمان اچھی طرح آزما چکے ہیں کہ وہ ہر سطح پر مسلم امہ کا استحصال کرنا اپنا ملی و مذہبی فریضہ خیال کرتی ہیں، اگر یہ استعماری طاقتیں اسلامی ممالک پر مسلط ہوئیں تو مسلمانوں کا اقتصادی، سیاسی اور مذہبی وجود نہ صرف مسخ ہو گا بلکہ اسے زندہ رکھنا دشوار ہو جائے گا۔ آئندہ صدی دنیا کو سمیٹ کر اور بھی قریب کر دے گی اور ایک ”عالمی گاؤں“ کا سا منظر ہو گا۔ اس وقت جن کے ہاتھ میں باگ ڈور ہو گی وہی انسانی زندگی کے معاملات و اقدار پر بھی غالب اور اثر انداز ہوں گے۔

اکیسویں صدی میں درپیش چیلنجز

مستقبل کی کچھ چیزیں بہرہ انسان کی روشنی میں واضح نظر آتی ہیں۔ ٹیکنالوجی اور ابلاغ (میڈیا) کے میدان میں ترقی، باہم قریب ہوتی دنیا، جدید ترین ایجادات، عالمی اقتصادیات و سیاسیات پر یسود و ہنود کا غلبہ، غالب و مستحکم رہنے کے لیے نظریاتی، ثقافتی، لسانی، مذہبی اور تہذیبی کشمکش..... مندرجہ بالا تمام رجحانات دراصل مسلمانوں کو بالعموم اور اسلامی اقدار و روایات کو بالخصوص آئندہ درپیش چیلنجز ہیں۔

مضمون ہذا میں صرف ایک درپیش چیلنج پیش نظر ہے اور وہ ہے ”تہذیبی و ثقافتی یلغار“ جسے میڈیا کے بل بوتے پر مسلمانوں کی ذہنی و فکری تبدیلی کے لئے بروئے کار لایا جا رہا ہے۔ اس کے کئی پہلو ہیں لیکن مختصراً میڈیا کی مغرب زدگی اور جدیدیت یا اسلامی ثقافت کے حوالے سے اس کے اثرات پر چند گزارشات پیش ہیں۔

مغرب زدگی (Westernization) اور جدت (Modernization) ہم معنی ہرگز نہیں ہیں، جدت اور چیز ہے اور مغرب زدگی اور (الگ) چیز۔ پہلا لفظ مغرب زدگی اس وقت تنقید کا نشانہ بنتا ہے جب ہر اس چیز اور نظریہ کو قبول کرنا شروع کر دیا جائے جو مغرب سے آئی ہو۔ ہمارا المیہ یہ ہے کہ مغرب زدہ افراد جو بہت قلیل سہی مگر مسد اقتدار پر اجماع ہیں یا اس پر اثر انداز ہوتے ہیں، وہ مغرب کی ہر مفید اور غیر مفید چیز کو نسخہ کیمیا سمجھ کر قبول کر لیتے ہیں۔ چنانچہ ذرائع ابلاغ کے ذریعے مغربی اقدار معاشرے میں رائج ہو رہی ہیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ چیلنج شدید تر ہو جائے گا اور آئندہ نسلیں اس کا تدارک بھی نہ کر سکیں

گی۔ شاعر مشرق علامہ اقبالؒ نے بہت پہلے کہا تھا۔

مشرقی تو سر دشمن کو کچل دیتے ہیں

مغربی اس کی طبیعت کو بدل دیتے ہیں

یہ کوئی معمولی بات نہیں کہ چودہ سو سال سے جاری کفر و اسلام کی کشمکش کے بعد آج یورپ بڑی آسانی سے یہ کہہ سکتا ہے کہ ہم نے مسلمانوں سے ان کا کلچر، ثقافت اور روایت سب کچھ چھین لیا ہے۔ مغرب کی آزادی، فکر اور انسانیت و اخلاقیات سے ماوراء تہذیب پر اقبالؒ بڑے معنی خیز اور بصیرت افروز انداز میں فرماتے ہیں۔

آزادی افکار سے ہے ان کی تباہی

رکھتے نہیں جو فکر و تدبیر کا سلیقہ

ہو فکر اگر خام تو آزادی افکار

انسان کو حیوان بنانے کا طریقہ

موجودہ حالات و واقعات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امت مسلمہ نہایت خطرناک جال میں پھنس چکی ہے، اس کی ہر کوشش پر، جدوجہد پر پھرے ٹھہادیئے گئے ہیں کہ کہیں چنگل سے نکل نہ جائے۔ مسلمانوں کی کمزوری کے باوجود مشرق و مغرب کہہ استعمالی طاقتیں مسلسل یہ کوشش کر رہی ہیں کہ دنیا کے کسی بھی حصے میں اسلامی فکر کو آزادی سے نہ پہنچنے دیا جائے۔ اپنے اہداف کے حصول کے لئے مغربی ادارے بالواسطہ یا بلاواسطہ ہر ممکن طریقے سے جنگ لڑ رہے ہیں۔ انقلابات، ہنگامے، اقتصادی بائیکاٹ، دہشت گردی کے الزامات اور اسلامی احیاء کے نام لیاؤں کی کردار کشی وغیرہ ان کے واضح حربے ہیں۔ عالمی میڈیا اور خود عالم اسلام کا

میڈیا تک اس میں ملوث ہے۔

اسلامی اقدار کے تحفظ کے لئے ضروری ہے کہ مسلمان بلا خوف و خطر اپنے آپ کو اخلاق نبوی سے مزین کریں۔ دعوت میں حکمت اور مواعظ حسنہ سے کام لیں۔ عوام الناس کے اندر اسلامی بیداری کی روح پھونک دیں اور انہیں مغرب کے ہتھکنڈوں سے آگاہ کریں۔ نیز اسلام کے حلال و حرام اور روایات کو زندہ کریں، چاہے وقتی طور پر لوگوں کی ہنسی مذاق کا نشانہ بنیں کیوں نہ بچا پڑے۔

اسلامی بیداری اور اسلامی اقدار کے فروغ کیلئے عورت کی دلچسپی اور شمولیت از حد ضروری ہے۔ عورت نئی نسل کی تربیت کا مقدس فریضہ سرانجام دیتی ہے۔ غیرت مند مائیں غیرت مند سپوت جنم دیتی ہیں۔ یورپ کی فکری یلغار کا سب سے زیادہ تیز رخ عورت کی طرف ہے۔ مسلمان عورت کو اسی لیے ہدف بنایا گیا ہے تاکہ آئندہ نسلوں کی تیاری خود خود انہی خطوط پر ہو جو مغرب کا ہدف ہیں۔ اس لئے عورت جسے اسلام نے بہت زیادہ عزت و اعلیٰ مقام دیا، معاشرے کی اصلاح اور اسلامی اقدار کے فروغ و ترویج کیلئے بیاداری الگائی کی حیثیت رکھتی ہے۔ خواتین کو شرعی حدود کے اندر تعلیم، طب اور دیگر امور میں اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرنے کا موقع دیں۔

اسلامی اقدار کے تحفظ کے لئے اور بڑھتے ہوئے چیلنج سے نمٹنے کے لئے مسلمانوں کے پاس ایک ہی واحد راستہ ہے کہ وہ اپنے مرکز کی طرف لوٹ آئیں۔ قرآن و سنت کا دامن تمام لیں۔ اعلیٰ اوصاف اپنائیں، گھٹیا اور مذموم مشاغل ترک کر دیں۔ اخبارات اور میڈیا کا تعاقب کریں۔ نیکی کے ہر کام کو مقصد بنادیں۔

شیع کی طرح جیسے ہم گاہ عالم میں

خود جنہیں 'دیدہ اغیار' کو پہنا کر دیں

یاد رکھئے! اسلامی اقدار کے احیاء اور چیلنجز سے نمٹنے کے لئے ہمیں نئے اصولوں کی ضرورت نہیں بلکہ اسلام کے دیئے ہوئے اصولوں پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ مسلمان باہر سے آنے والی نئی ہوا کو قبول کر سکتا ہے مگر اسلامی ضمیر کو غیر اسلامی ضمیر سے بدل کر کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

موجودہ دور میں مسلمان جس احساس کمتری کا شکار ہیں 'اس سے نکل کر اپنے آباء اجداد کے کارناموں پر فکر کرنے کے ساتھ ساتھ خود بھی مقام پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ دنیا کی ساری تہذیبیں اور مذہب مٹ گئے لیکن اسلام آج بھی زندہ و تازہ اور قابل عمل ہے۔ یہی اس کی سچائی کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ اس سچائی کی خاطر مسلمان چند روزہ عیش و نشاط کی محافل اور شیطانی چالوں کو توڑ کر 'جمود کے جائے متحرک ہو جائیں تو ان ماضی آج بھی ان کے قدم چومنے کے لئے بے تاب نظر آئے گی۔ اقبالؒ مسلمانوں کو خودی کا درس دیتے ہوئے ان کی پستی کی وجہ اغیار کی اندھی تقلید قرار دیتے ہیں۔

من کی دنیا میں نہ پایا میں نے افرنگی کا راج
من کی دنیا میں نہ دیکھے میں نے شیخ و برہمن
پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
تو جھکا جب غیر کے آگے نہ تن تیرا نہ من

ابلاغی منصوبہ بندی کی ضرورت

سمٹائٹ کی بدولت ان گنت ٹیلی ویژن چینلز تک رسائی، انٹرنیٹ کے ذریعے اخبار و اطلاعات کا بڑھتا ہوا ریلے یوز کی رنگارنگ نشریات اور ہر قسم کے اخبارات و

جرائد کی بھرمار، دور جدید کی زندہ حقیقتیں ہیں۔ ذرائع ابلاغ و مواصلات کی اس ترقی کے نتائج مفید اور غیر مفید ہر دو صورتوں میں ہمارے سامنے آتے ہیں۔

یہ صورت حال شدت سے اس ضرورت کی اہمیت واضح کر رہی ہے کہ ہمیں قومی، ملکی، بین الاقوامی اور انفرادی سطح پر ابلاغی منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔ ہر کسی کو یہ طے کرنا چاہیے کہ اسے معلومات و تفریحات کی رینگنیوں میں ڈوب جانا چاہیے یا انہیں مفید بنا کر ان کی سطح پر اپنی ذہنی و فکری کشتی کو تیرتے رکھنا ہے۔ جس طرح ایک ہتھیار اپنے دفاع کے لئے بھی استعمال ہو سکتا ہے اور خود کشتی کے لئے بھی..... اسی طرح میڈیا اور ذرائع ابلاغ کی لا انتہاء ہنگامہ خیزیوں میں فکر و تدبیر سے کام لے کر اگر ان کے مناسب اور مفید استعمال کی منصوبہ بندی کر لی جائے تو ہماری ڈوبتی ناؤ کو سارا مل سکتا ہے بلکہ مسلمان نشاۃ ثانیہ اور عروج ماضی حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن شعوری کوشش اور منصوبہ بندی و منصوبہ عمل کے بغیر اس طوفان کی لہروں میں ہماری قومی و انفرادی حیات کا غرق ہو جانا فطری بات ہوگی۔ امت مسلمہ کو غموں اور پاکستانی قوم کو خصوصاً فوری طور پر مندرجہ ذیل اقدامات کرنے چاہئیں۔

۱۔ ہر طرح کے مکاتب فکر اور شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد و ماہرین مل کر قومی مقاصد اور ترجیحات کا تعین کر کے قومی ابلاغی پالیسی تشکیل دیں۔

۲۔ اپنے میڈیا کے ذریعے عوام کو تربیت دی جائے، صحافت و ابلاغیات سکول کے نصاب میں شامل کر کے عوام کو اس کے مفید اور مضر پہلوؤں سے آگاہ کیا جائے۔

۳۔ دوسروں کی ثقافتی یلغار پر رہنے کی بجائے، خود بھی اسلامی ثقافت کی یلغار کیساتھ مقابلہ کریں۔ ٹیلی ویژن، کمپیوٹر، انٹرنیٹ اور پرنٹ میڈیا کے لئے اسلامی ثقافتی پروگرام تیار کر کے پھیلا دیئے جائیں۔ اس طرح دوسرے ممالک کی بدھتی ہوئی ضروریات بھی پوری ہوں گی اور اسلامی ثقافت کا احیاء بھی ہوگا۔

۴۔ اسلام آباد میں قائم ”نیشنل ڈیٹا بیس“ کے کام کو فعال اور موثر بناتے ہوئے اسے مزید وسعت دے کر ملک کے تمام اداروں، محکموں، لائبریریوں، درسگاہوں اور دیگر اہم معلومات کو انٹرنیٹ کے ذریعے ملک و بیرون ملک مشترک کیا جائے۔ اس سے مسلمانوں کو قومی امور میں دلچسپی پیدا ہوگی۔ یاد رہے ہر مقام پر اسلامی تشخص بھی قائم کرنا ہوگا۔

۵۔ سرکاری و نیم سرکاری اداروں میں ابلاغی منصوبہ بندی کا شعور اجاگر کر کے موثر ابلاغی منصوبہ بندی فراہم کی جائے تاکہ وہ اپنے مقاصد و اہداف کا تعین کر کے قومی مفادات اور اسلامی اقدار کو فروغ دے سکیں۔

۶۔ نظام تعلیم کی اسلامائزیشن کی جائے اور اس کے ذریعے ذرائع ابلاغ کا مفید استعمال سکھایا جائے۔

۷۔ میڈیا کے سلسلے میں افراد کا تنقیدی نقطہ نظر، مخصوص انفرادی ضروریات کے سلسلہ میں افادیت کے پہلوؤں کو مد نظر رکھ کر ہونا چاہیے۔ یہ پہلو پیش نظر رہیں تو پھر ذرائع ابلاغ کو ہم مفید تر بنا سکتے ہیں، غیروں کی ثقافت سے بچ سکتے ہیں، میڈیا کی یلغار کے الجھاؤ کو سلجھانا آسان ہو سکتا ہے اور پروپیگنڈہ کو معلومات اور علم و دانش سے الگ کر کے دیکھا جاسکتا ہے۔ ایک مومن زندگی

کی غلط اقدار کے ساتھ مصالحت نہیں کر سکتا بلکہ وہ فاسد قدروں سے نبرد آزما کر رہتا ہے، اس کا کام حیات انسانی کی بچہری ہوئی قدروں کی اصلاح ہے اس سلسلے میں اسے تخریب سے بھی کام لینا پڑے تو صحیح ہے، یہ بد بنائے تعمیر و اصلاح ہوگا۔ چنانچہ اقبالؒ بھی فرماتے ہیں۔

ہو صداقت کے لئے جس دل میں مرنے کی تڑپ
پہلے اپنے پیکر خاکی میں جاں پیدا کرے
پھونک ڈالے یہ زمین و آسمان مستعار
اور خاکستر سے آپ اپنا جہاں پیدا کرے

اسلامی جمہوریہ پاکستان کا میڈیا اور اہل صحافت
کی اصل ذمہ داریاں

دنیا کے موجودہ حالات پر نگاہ ڈالیں تو صاف دکھائی دیتا ہے کہ طاقتور کافر قومیں اس بات پر متجد ہیں کہ پاکستان نامی مسلمانوں کی مملکت جس نے ایٹمی قوت حاصل کر لی ہے۔ اسے کسی طرح تباہ کر دیا جائے یا کم از کم کمزور اور محتاج بنا دیا جائے۔ اہل پاکستان اسلامی تشخص بھی برقرار نہ رکھ پائیں۔ شرق اوسط میں اسرائیل کا قیام، ہندوستان (انڈیا) کو زیادہ اہمیت دینے کی پالیسی اور افغانستان کی اسلامی حکومت کے خاتمے کے علاوہ دہشت گردی کے پردے میں ساری دنیا میں مسلم مجاہدین کا گھیراؤ، عراقی حکومت کے خلاف جارحانہ اقدامات یہ سب محض اتفاقات نہیں ہیں بلکہ مسلمانوں کے خلاف بنائے گئے خوفناک منصوبوں کی چند کڑیاں ہیں۔ ان منصوبوں میں سرفہرست جو سازش تیار کی گئی ہے وہ ہے ”میڈیا کی یلغار“ یوں تو پوری دنیا اس کی لپیٹ میں ہے لیکن اس کا اصل ہار گٹ مسلمان قوم ہے

جو اخلاق فاضلہ، پیکر شرم و حیا، بہادر و غیور اور نہ جانے کن کن محاسن کا مجموعہ ہونے کی دعویٰ دار اور حق دار رہی ہے، یہ بات شیطانی قوتوں کی برداشت سے باہر ہے۔

ہمارا میڈیا (ذرائع ابلاغ) مغربی میڈیا اور ہندوستانی میڈیا کا آلہ کار بنا ہوا ہے اور ان سے آگے نکلنے کی دوڑ میں ناکام کوشش کر رہا ہے، ہمارے میڈیا کی صورت حال یہ ہے کہ ملی و قومی مفادات کے خلاف خبروں اور لمبے چوڑے فیچروں کی اشاعت عام ہے۔ زیادہ تر اخبارات مفید اور مضر مواد، بیانات اور خبروں کو ایک ہی نظر سے دیکھتے ہیں، جھوٹ اور سچ میں بھی تمیز اور تحقیق کا رواج نہیں، ہر ایک چیز کو شائع کر دیا جاتا ہے۔ بعض اخبارات تو باقاعدہ اہمیت ہی ان بیانات کو دیتے ہیں جو قومی و ملی اور اسلامی فکر سے متصادم ہوں۔ اسی طرح ایسی تصویروں اور ان کے متعلق خبروں کو زیادہ نمایاں کر کے شائع کیا جاتا ہے جو شرم و حیا سے عاری ہوں۔ پاکستان میں ملت فروش نادان گروہوں میں دو گروہ زیادہ نمایاں ہیں۔ ایک تو وہ ہے جو مغرب کے مادہ پرست فلسفیوں کی فکر سے متاثر ہے اور بد قسمتی سے مسلمان بھی ہے اس لیے زیادہ وسیع النظر بننے کی خاطر قرآن و سنت سے باہر خود ساختہ وسعت کا وہ مظاہرہ کرتا ہے اور خود ساختہ اسلام کی تشکیل میں یہ اس طور مصروف ہے اور دوسرا گروہ ایسے لوگوں کا ہے جو کسی نہ کسی وجہ سے وطن عزیز کے نظام سے مطمئن نہیں ہیں اور وہ غیر ملکی سیاسی نظاموں میں سے کسی کے ساتھ وابستہ ہو کر پاکستان کو بھی ویسا ہی بنانا چاہتے ہیں۔ ان مذکورہ دونوں گروہوں کے ساتھ ہمارے اخبارات، ٹی وی، ریڈیو وغیرہ کا رویہ بہت نرم ہے، ہر مقام پر ان کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے جس سے یہ اور زیادہ چوڑے ہو جاتے ہیں۔

یہ درست ہے اور صحافتی اخلاق کے مطابق ہے کہ مخالف نظریات کو جگہ دی

جائے لیکن یہ بات تو قطعی نامناسب ہے کہ ایسے نظریات، میاںات اور تصویروں کو ترجیح دی جائے۔ ذرا سوچئے موجودہ سیاسی تقاطر میں جبکہ پاکستان دشمنوں کے نرغے میں ہے اور سازشوں کے تانے بانے بے جا رہے ہیں، ایسی خبریں، مضامین اور تصاویر کیا نتائج لائیں گی؟ ہم کس سمت میں سفر کر رہے ہیں؟ اسلام سے دور ہو کر کس کے قریب ہو رہے ہیں؟ کس کا کام آسان کر رہے ہیں۔ اپنی نادانی اور گم علمی کی وجہ سے کہیں دشمن کے فریب کا شکار تو نہیں ہیں..... ہمارے دشمن جو کہ انسانیت، آدمیت، اخلاقیات کے دشمن ہیں، نے سب سے زیادہ سنا اور حیا سوز ذریعہ، تفریح عام کر دیا ہے۔ کیبل ٹیٹ ورک، ڈش، انٹرنیٹ وغیرہ کے علاوہ بیشتر یہودہ رسائل و میگزین رنگین تصاویر سے مزین..... ان تمام کا مقصد مسلمان قوم کو عیاش بنا کر دنیا پرستی اور لذت و ثنوی میں اس قدر مٹمک کر دینا ہے کہ ان کے اندر خود داری، قوت ارادی، خود اعتمادی اور اخلاقی ورہ حافی کردار و اوصاف کی حس باقی نہ رہے۔

پوری انسانی تاریخ گواہ ہے کہ جس دور میں بھی عوام کی بیہوشی عورت حضرت مریم و فاطمہ الزہراءؑ کے کردار سے منہ موڑ کر، نئی پود کی پرورش کے فرض سے بسکدوش ہو کر، جسم کی سجاوٹ اور نمائش کی طرف مائل ہوئی، اپنے ساتھ پوری قوم کو لے ڈوٹی..... قدیم مصریوں کا زوال، یونانی قوم کا زوال، رومیوں کا زوال، اہل مغرب کا زوال اور اب اہل اسلام کا زوال اسی طرح سے ہوا۔ اقبال یوں کہتے ہیں ۔

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
اسی علم کو کہتے ہیں ارباب نظر موت

لہذا ضروری ہے کہ اسی اہم آئی مرحلے میں ہی ہم اس جہی کا اندازہ کر لیں۔ جو بے حیائی اور بے راہ روی کے ہاتھوں لازماً ہوا کرتی ہے۔ ہمارے صحافیوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے جرائد کو حوا کی بیہوشی کی نمائش کا ذریعہ نہ بنائیں اور حیا سوز تصاویر تو بالکل ہی شائع نہ کی جائیں۔ اپنی ماں 'بھن' بیہوشی اور بیہوشی کی نمائش اگر ہمیں پسند نہیں تو پھر یہ بات کیوں سمجھ نہیں آتی "انما المؤمنون اخوة" بحیثیت مسلم ہم سب کی عزت و آبرو مشترک ہے۔ دوسری اہم بات ملی اور قومی مفادات کے خلاف خبروں اور فیچروں کی اشاعت ہے اور اب تو مزید ظلم اشتہارات بازی کے فن سے ہو رہا ہے۔ تمام اخبارات، خصوصاً سنڈے میگزین میں اشتہارات کی بھرمار ہوتی ہے، ان میں بھی زیادہ تر حکیموں اور ہومیوڈاکٹروں کے خصوصی نسخہ جات کا ذکر ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ بی بی سی کی اردو نشریات میں تبصرہ ہو رہا تھا کہ پاکستان میں حکیموں ڈاکٹروں اور عطائیوں کے طرح طرح کے اشتہارات اخباروں، دیواروں، ہوٹلوں اور گاڑیوں میں، حتیٰ کہ پارکوں میں بھی تقسیم ہوتے ہیں جس سے پاکستانی قوم کی اکثریت نفسیاتی مریض بن گئی ہے اور سب سے زیادہ حصہ اس مہم میں اخبارات کے خصوصی میگزین لے رہے ہیں۔ آج بھی جنگ، نوائے وقت، خبریں وغیرہ کے سنڈے میگزین ملاحظہ کریں تو یہ حقیقت عیاں ہو جائے گی۔ معلوم ہوتا ہے مفید اور مضر کے خیال سے بے نیاز ہو کر صرف مالی مفاد کو سامنے رکھ کر جو سامنے آتا ہے چھاپ دیا جاتا ہے۔

ایک ضابطہ اخلاق کی ضرورت

ملک کی اردو صحافت کی موجودہ روش کو دیکھتے ہوئے ضروری ہے کہ صحافی حضرات خصوصاً اخبارات و جرائد کے ذمہ داران و منتظمین اپنی پالیسی پر نظر ثانی

کریں اور اپنے لیے ایک جامع ضابطہ اخلاق بنالیں جو ملک کی نمائندگی کے علاوہ عوام کی اعلیٰ اخلاقی و سیاسی تربیت میں معاون ثابت ہو۔ اظہار رائے کی آزادی، زمانے کے تقاضے بھی جالین سب سے زیادہ ضروری پاکستان کا اسلامی تشخص ہے، اسی کے نام پر پاکستان معرض وجود میں آیا، ملک کی آزادی اور بقا اسی میں مضمر ہے جبکہ موجودہ پالیسی سے ملک و قوم اور اسلامی تشخص دونوں خطرے میں ہیں۔ ”ڈوبے گی ناؤ تو ڈوبیں گے سارے“ کے مصداق خدا نخواستہ کوئی آفت آپڑی تو پھر اعلیٰ وادنی، امیر و غریب، دانا اور جاہل سب اس کی لپیٹ میں ہوں گے۔

○ ○ ○

مصادر و مراجع

- ۱۔ اسلام میں حلال و حرام، یوسف قرضاوی، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور
- ۲۔ اسلام اور جدید ذہن کے شبہات، محمد قطب، البدر پبلی کیشنز، لاہور
- ۳۔ اسلام اور ذرائع ابلاغ، فضی التجار، ادارہ معارف اسلامی، لاہور
- ۴۔ اسلام اور جدت پسندی، محمد تقی عثمانی، مکتبہ دارالعلوم، کراچی
- ۵۔ اسلام اور موسیقی، مفتی محمد شفیع، مکتبہ دارالعلوم، کراچی
- ۶۔ نیا عالمی نظام اور پاکستان، احمد شیخ، فکشن ہاؤس، لاہور
- ۷۔ نقوش اقبال، سید ابوالحسن علی ندوی، مجلس نشریات اسلام، کراچی
- ۸۔ اسلام اور مسلمان دور ہے پر، محمد اسد، دعوہ اکیڈمی، اسلام آباد

رسائل و اخبارات

- ۹۔ ماہنامہ ترجمان القرآن، جنوری، جولائی، اکتوبر ۱۹۹۶ء، ادارہ ترجمان، لاہور
- ۱۰۔ ماہنامہ ترجمان القرآن، جنوری، فروری ۱۹۹۸ء، ادارہ ترجمان، لاہور
- ۱۱۔ ماہنامہ مہمدم، اکتوبر ۱۹۹۸ء، ادارہ مہمدم، لاہور
- ۱۲۔ ماہنامہ دستک، مئی ۱۹۹۹ء، پنجاب یونیورسٹی، لاہور
- ۱۳۔ ماہنامہ مشکوٰۃ المصابیح، ستمبر ۹۷ء، جون ۱۹۹۹ء، ادارہ المصباح، لاہور
- ۱۴۔ ہفت روزہ ایشیاء، ستمبر ۹۲ء، اپریل ۱۹۹۳ء، ۳۲ جیمبر لین روڈ، لاہور
- ۱۵۔ خبرنامہ تحریک اصلاح معاشرہ، جنوری، فروری ۱۹۹۳ء، تحریک اصلاح معاشرہ، لاہور
- ۱۶۔ ہفت روزہ چٹان، فروری ۱۹۸۸ء، لاہور

مصاد و مراجع

- ۱۔ اسلام میں حلال و حرام، یوسف قرضاوی، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور
- ۲۔ اسلام اور جدید ذہن کے شبہات، محمد قطب، البدر پبلی کیشنز، لاہور
- ۳۔ اسلام اور ذرائع ابلاغ، قسیمی التجار، ادارہ معارف اسلامی، لاہور
- ۴۔ اسلام اور جدت پسندی، محمد تقی عثمانی، مکتبہ دارالعلوم، کراچی
- ۵۔ اسلام اور موسیقی، مفتی محمد شفیع، مکتبہ دارالعلوم، کراچی
- ۶۔ نیا عالمی نظام اور پاکستان، احمد شیخ، فکشن ہاؤس، لاہور
- ۷۔ نقوش اقبال، سید ابوالحسن علی ندوی، مجلس نشریات اسلام، کراچی
- ۸۔ اسلام اور مسلمان دور ہے پر، محمد اسد، دعوہ اکیڈمی، اسلام آباد

رسائل و اخبارات

- ۹۔ ماہنامہ ترجمان القرآن، جنوری، جولائی، اکتوبر ۱۹۹۶ء، ادارہ ترجمان، لاہور
- ۱۰۔ ماہنامہ ترجمان القرآن، جنوری، فروری ۱۹۹۸ء، ادارہ ترجمان، لاہور
- ۱۱۔ ماہنامہ مقدم، اکتوبر ۱۹۹۸ء، ادارہ مقدم، لاہور
- ۱۲۔ ماہنامہ دستک، مئی ۱۹۹۹ء، پنجاب یونیورسٹی، لاہور
- ۱۳۔ ماہنامہ مشکوٰۃ المصابیح، ستمبر ۹۷ء، جون ۱۹۹۹ء، ادارہ المصباح، لاہور
- ۱۴۔ ہفت روزہ ایشیاء، ستمبر ۹۲ء، اپریل ۱۹۹۳ء، ۳۲، جیمبر لین روڈ، لاہور
- ۱۵۔ خبرنامہ تحریک اصلاح معاشرہ، جنوری، فروری ۱۹۹۳ء، تحریک اصلاح معاشرہ، لاہور
- ۱۶۔ ہفت روزہ چٹان، فروری ۱۹۹۸ء، لاہور

مختصر تفسیر قرآن

100 ویڈیو ایڈ میں مکمل سیٹ



مفسر قرآن

سید معروف شاہ شیرازی ایڈووکیٹ

زیر انتظام

ظلال القرآن فاؤنڈیشن راولپنڈی

288/B-1 مین سہام روڈ پشاور روڈ راولپنڈی فون: 051-5476466

تفسیر فی ضلال القرآن	سید قطب شہیدؒ	ترجمہ: سید معروف شاہ شیرازی
تاریخ اسلام	(مکمل سیٹ 2 جلدیں)	شاہ معین الدین احمد ندوی
اسلام اور دہشت گردی		سید معروف شاہ شیرازی
جدید فقہی مسائل		مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
ربا کیس میں حکومتی وکلاء کے دلائل کا جواب		سید معروف شاہ شیرازی
تیس دروس احادیث		ڈاکٹر سید محمد نوح ترجمہ: ابو مسعود عبدالقیوم غنی عنہ
تعمیر ملت، ہمارے رویے اور اصلاح احوال		سید معروف شاہ شیرازی ایڈووکیٹ
اسلام میں عبادت کا تصور		محمد احمد زبیری
مقالات علمی		سید معروف شاہ شیرازی ایڈووکیٹ

برائے رابطہ

الکبرۃ بنشورات اسلامی

بالتقابل منصورہ ملتان روڈ لاہور فون: 042 - 7840 584

مکتبہ کرامت اسلامی راولپنڈی

بی۔ سی۔ پی۔ ۳۰ کلاں روڈ راولپنڈی۔ فون: 051-5554400

